جماعت المسلمین

کیا ہے؟

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

پیش کردہ **الأحناف آن لائن**

http://www.alahnaaf.com

تعاون وناشر

ادارۂ خدامِ احناف

285 جی ٹی روڈ، باغبانپورہ، لاہور

ایک ضروری وضاحت

محترم قارئین!

یہ کتاب دراصل حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب رحمہ اللہ کے دو رسائل کا مجموعہ ہے۔(۱) فرقہ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں (۲) نام نہاد جماعت المسلمین کے سوالات کا جواب ۔ یہ دونوں رسائل حضرت شیخ رحمہ اللہ کے مجموعہ رسائل کی جلد۲، میں بھی ملاحضہ کئے جاسکتے ہیں۔

اس کتاب کو آپ تک پہنچانے میں ہم قاری اُنیس الرحمٰن صاحب مدظلہ کے تہہ دل سے شکرگذار ہیں، جن کی بدولت ادارۂ خدامِ احناف، لاہور کی کتب آپ تک پہنچائی جارہی ہیں۔

نوٹ: کتاب میں رنگوں کی مدد سے حوالا جات، اور بعض اہم امور کو واضح کردیا گیا ہے، یہ تبدیلی اصل کتاب میں اس طرح نہیں ہے۔

والسلام،

بندہ عثمان احمد

الأحناف آن لائن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

برادران اسلام!

اسلام میں فرقہ بندی کی ابتداء اس ملک میں دور برطانیہ میں شروع ہوئی۔عوام میں دین کے بارے میں ذہنی آوارگی اور عملی بے راہ روی پیدا کی گئی۔اس ذہنی آوارگی کے نتیجہ میں نت نئے فرقے پیدا ہوکر فتنے پھیلا رہے ہیں۔ ان فرقوں میں ۱۳۹۵ھ میں ایک فرقہ غیر مقلدین سے پیدا ہوا، جومسعود احمد صاحب کوامام مفترض الطاعۃ مانتا ہے۔کچھ لوگ اس کے دام میں پھنس گئے، کیونکہ وہ قرآن وحدیث کے نام سے دھوکا دیتا ہے۔اس فتنہ کی طرف حضرت شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مہتمم جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال نمبر۲ کراچی نے بارہا توجہ دلائی۔لیکن بعض دیگر مصروفیات کی بنا پر کچھ لکھنے کی نوبت نہ آئی مورخہ۴ رجب ۱۴۱۲ھ کوحضرت موصوف الجامعۃ الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار صاحب (شہید رحمۃ اللہ علیہ) کی صاحبزادی کی شادی کی تقریب میں تشریف لائے اورغریب خانہ پر بھی قدم رنجہ فرمایا۔تو اصرار فرمایا کہ اس نئے فرقہ کے بارے میں مختصر سی تحریر ضرور لکھنا چاہیئے۔چنانچہ چند گھنٹوں میں یہ مختصر سی تحریر لکھی ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقط محمد امین صفدر غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

برادران اسلام یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام لانے اور اسلام پھیلانے کا سہرا صرف اور صرف اہل سنت والجماعت کے سر ہے۔ لاکھوں کافروں نے ان کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ وہ بھی اہل سنت مسلمان ہی کہلائے اور تقریباً ایک ہزار سال اس ملک میں اسلامی حکومت قائم رہی اور کتاب و سنت پر مبنی فقہ حنفی اس ملک کا قانون رہا۔

اس کے بعد انگریز حکومت یہاں قائم ہوئی یہاں کے سب سنی مسلمان ایک مذہب حنفی کے پابند تھے۔ نہ یہاں اختلاف تھا نہ فرقہ پرستی کا نشان تھا ملکہ وکٹوریہ نے مسلمانوں کے اس اتفاق واتحاد کی فضا کو ختم کرنے کے لئے آزادی مذہب (تقلید سے آزادی) کا اشتہار دیا جو وکٹوریہ کی سلور جوبلی کے موقع پر تقسیم کیا گیا۔

"حکومت برطانیہ کی خوشنودی کے لئے کچھ لوگ پابندی مذہب حنفی سے آزاد ہو کر غیر مقلدین بن گئے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں۔ فرمانروایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشا گورنمنٹ انڈیا کا ہے دولت عالیہ برٹش نے اس معاملہ میں قدیماً وحدیثاً ہر جگہ انصاف پر نظر

رکھی ہے۔کسی جگہ مجرد تہمت وافترا ٔپر کارروائی خلاف واقعہ نہیں فرمائی بلکہ اشتہار آزادی مذہب جاری کیئے‘‘۔

(ترجمان وہابیہ صفحہ۳)

مزید لکھتے ہیں ’’اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہو گا جو آزادگی ،مذہب (غیر مقلدیت) کو ناپسند کرتا ہےاور ایک خاص مذہب (حنفی) پر جو باپ دادوں سے چلا آرہا ہے جما ہوا ہے (ایضاً صفحہ۵) ایک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں۔ ’’یہ آزادگی مذہب ہماری مذاہب جدیدہ (حنفی شافعی وغیرہ) سے عین مراد قانون انگلشیہ سے ہے۔(ایضاً صفحہ۲۰) پھر لکھتے ہیں:

’’یہ لوگ (غیر مقلد) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا ہے۔خصوصاً دربار دہلی سے جوسب درباروں کا سردار ہے۔جو رسائل و مسائل رد تقلید و تقلید مذہب میں اب تک تالیف ہوئے ہیں۔ وہ شاہد عدل ہیں۔اس بات پر کہ مدعی اس طریقہ کے قید مذہب خاص سے آزاد ہیں اور جس قدر رسائل بجواب ان مسائل کے طرف سے مقلدان مذہب سے لکھے گئے ہیں وہ سب بہ آواز بلند پکارتے ہیں کہ ہم مذہب خاص کے مقید و مقلد ہیں۔ہم پر پیروی فلاں وہماں فرض و

واجب ہے۔آزادگی مذہب سے کچھ واسطہ نہیں یہ آزادگی سرکار برٹش کو یا ان کو جو اس حکومت میں اظہار اپنی آزادگی مذہب خاص کا کرتے ہیں مبارک رہے۔ اب تامل کرنا چاہیئے کہ دشمن سرکار (انگریزی) کا وہ ہوگا جو کسی قید (مذہب حنفی) میں اسیر ہے یا آزاد و فقیر (غیر مقلد) ہے

(ایضاً ۳۲)

اور حنفیوں کے بارہ میں لکھا ہے:

''یہ چاہتے ہیں کہ وہی تعصب مذہبی و تقلید شخصی اور ضد اور جہالت آبائی جو ان میں چلی آتی ہے قائم رہے اور جو آسائش رعایا ہند کو بوجہ آزادگی مذہب گورنمنٹ نے عطا کی ہے وہ اٹھ جائے اور امن عالم باقی نہ رہے۔سارے مسلمان ایک مذہب خاص کے پابند ہوکر خوب اپنا تعصب گورنمنٹ سے ظاہر کریں اور جب موقع پاویں مثل زمانہ غدر کے فساد برپا کریں۔(ایضاً صفحہ ۵۶) بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان و اسلام کے ہیں ۔''

(ایضاً صفحہ ۱۶)

خلاصہ یہ نکلا کہ انگریز سے پہلے پاک و ہند کے سنی مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد تھا۔سب مذہب حنفی کے پابند تھے۔نہ کوئی تفرقہ تھا نہ اختلاف۔اس لئے خطرہ تھا کہ اگر یہ لوگ اسی طرح متحد رہے تو یہ انگریز گورنمنٹ کے خلاف جہاد پر نکلتے رہیں گے اور حکومت برطانیہ خاک میں مل جائے گی۔چنانچہ مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کرنے کے لئے گورنمنٹ برطانیہ نے آزادگی مذہب کا اشتہار دیا جو لوگ اس اشتہار کی وجہ سے حنفی مذہب چھوڑ کر غیر مقلد بن گئے وہ سرکار برطانیہ کے فرمانبردار سمجھے گئے۔ انہوں نے بھی انگریز کے خلاف جہاد کو خلاف ایمان و اسلام مان لیا۔لیکن جن لوگوں نے اس اشتہار پر عمل نہ کیا اور مثل سابق سنی مسلمان رہے ان کو متعصب،ضدی،سرکار برطانیہ کا دشمن کہا گیا۔ان کے جہاد کو غدر اور فساد کا نام دیا گیا۔اس تقلید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چھوڑنے کا سبب کوئی آیت قرآنی یا حدیث نبوی نہیں تھی صرف ملکہ وکٹوریہ کا اشتہار اس کی دلیل تھا۔

جب مذہب سے آزادی اختیار کر کے لوگ شتر بے مہار بن گئے پھر کیا تھا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور ہر روز نئے نئے اختلافات اور نئے نئے فرقے بننے لگے۔

مولانا عبدالاحد خانپوری فرماتے ہیں کہ نیچری فرقہ (جو معجزات وکرامات کے منکر ہیں) قادیانی فرقہ (جو ختم نبوت وحیات مسیح علیہ السلام کا منکر اور مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے) چکڑالوی فرقہ (جو منکرین سنت ہے) اہلحدیثوں (غیر مقلدین)

سے ہی نکلے۔

(ملخصاً کتاب التوحید والسنہ صفہ ا۔۲)

خود اہل حدیث کہلانے والوں میں جو الگ الگ فرقیاں بنیں امام جماعت غرباء اہل حدیث ان کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ جماعت غرباء اہلحدیث ۱۳۱۳ھ

۲۔ کانفرنس اہل حدیث ۱۳۲۸ھ

۳۔ امیر شریعت صوبہ بہار ۱۳۳۹ھ

۴۔ فرقہ ثنائیہ ۱۹۳۸ھ

۵۔ فرقہ حنفیہ عطائیہ ۳۰۔۱۹۲۹ء

۶۔ فرقہ شریفیہ ۱۳۴۹ھ

۷۔ فرقہ غزنویہ ۱۳۵۳ھ

۸۔ جمعیت اہل حدیث ۱۳۷۰ھ

۹۔ انتخاب مولانا محی الدین ۱۳۷۸ھ (خطبہ امارت صفحہ ۲۶)

یعنی صرف ۶۵ سال میں یہ فرقہ ۹ فرقیوں میں بٹ گیا۔ ان کا عجیب انداز ہے۔ وعظ فرقہ بندی کے خلاف کرتے ہیں۔ لیکن نت نئے فرقے بناتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ آئمہ نے اختلاف ڈالا۔ حالانکہ اس ملک میں سب حنفی تھے۔

یہاں شافعی، مالکی، حنبلی اختلاف کا وجود ہی نہ تھا۔اس ملک میں غیر موجود اختلاف کی برائیاں بیان کرتے اور خود اس ملک میں نئے نئے اختلاف پیدا کرتے۔ پروفیسر محمد مبارک غیر مقلد شاگرد مولوی عطاء اللہ حنیف بھوجیالوی غیر مقلد لکھتے ہیں۔"جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت کے مقصد کے لئے رکھی گئی۔صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک مجاہدین یعنی سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا (علماء احناف اور تحریک مجاہدین صفحہ ۴۸) ان معروضات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی۔ پاک و ہند میں مسلمانوں میں افتراق و انتشار کا باعث غیر مقلدیت ہی بنی۔فرقہ بندی اور نت نئے اختلافات ترک تقلید کے درخت کے ہی کانٹے ہیں۔البتہ ان ساری خامیوں کو عمل بالحدیث کے پردہ کے نیچے چھپا کر ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کی مثال کو پورا کیا جاتا ہے۔فرقہ در فرقہ مسعودیہ یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ملکہ وکٹوریہ کے اشتہار مذہب آزادی کی بنا پر فرقہ غیر مقلدین پیدا ہوا جس کا مشن یہ تھا انگریز سے جہاد حرام اور مسلمانوں میں تفرقہ بازی، اختلاف و انتشار پھیلانا فرض۔

اس فرقہ سے ایک اور فرقہ پیدا ہوا جس کا نام "غرباء اہل حدیث" تھا۔اس کا مقصد بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔اس فرقہ میں ایک شخص مسعود احمد نامی تھا جس نے اہل حدیث ہوتے ہوئے کتاب "تلاش حق" لکھی جسے جماعت اہل حدیث کراچی

نے شائع کیا۔ایک رسالہ ''التحقیق فی جواب التقلید'' لکھا۔اسے بھی جماعت غرباء اہل حدیث نے شائع کیا۔مسعود احمد اگرچہ عالم نہیں ہے مگر جماعت اہل حدیث نے اس کی بہت عزت افزائی کی۔مثل مشہور ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔جماعت غرباء اہل حدیث میں سلسلۂ امارت تھی۔مسعود صاحب کا دل بھی امیر بننے کے لئے انگڑائیاں لینے لگا لیکن فرقہ جماعت غرباء اہل حدیث میں رہتے ہوئے یہ شوق پورا ہونا محال تھا۔اس لیے انہوں نے فرقہ غرباء اہل حدیث میں ایک ضمنی شاخ بنالی۔اس فرقی کا نام جماعت المسلمین رکھا۔تقریباً دس سال فرقہ ضمنی شاخ کی حیثیت سے رکھا۔اس کے دودھ سے پل کر ۱۳۹۵ھ جماعت غرباء اہلحدیث سے بغاوت فرما کر اس فرقہ در فرقہ کو جماعت المسلمین کہنے لگا خود امیر بن گیا اور امیر کی اطاعت کے نام سے رسالہ لکھ کر ثابت کر دیا کہ مسعود احمد کی اطاعت فرض ہے۔البتہ اتنی ترقی کی کہ جماعت غرباء اہل حدیث کے امیر یہ کہتے تھے کہ جو میری اطاعت نہ کرے وہ اہل حدیث نہیں۔انہوں نے یہ تاثر دیا کہ جو مسعود احمد کو امام نہ مانے جس کی اطاعت فرض ہے وہ سرے سے مسلم ہی نہیں۔اسلامی اصطلاحات کے مفہوم بدلنے کی مشق تو اہل حدیث ہوتے ہوئے ہی انہوں نے کر لی تھی۔وہاں بعض الفاظ کا معنی بدلنے سے رہ گیا اور وہ حوصلہ اب پورا کر لیا۔اس نے سب سے پہلے اسلام اور مسلم کا معنی بدلا۔

مسلم کا معنی:

مسعود احمد صاحب نے تلاش حق نام کتاب میں جو اہل حدیث ہوتے ہوئے لکھی اگرچہ وہ اب اہل حدیث کو غیر مسلم کہتے ہیں مگر اس کتاب کو آپ نے کانٹ چھانٹ کر کے مشرف با اسلام فرما لیا۔ ختنہ وغیرہ کرنے کے بعد اس کا نام خلاصہ تلاش حق رکھا اس میں آپ فرماتے ہیں ''غرض یہ کہ مسلمین یعنی کسی امام کی تقلید نہ کرنے والے ہمیشہ رہے ہیں۔ (خلاصہ تلاش حق صفحہ ۴۱) اس کتاب میں ہے کہ ایک شخص نے مسعود صاحب کو لکھا

> ''ہم کلمہ پڑھتے ہیں قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔ حج کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ خدا کی توحید پر ایمان ہے۔ رسالت پر بھی ایمان ہے۔ پھر کس جرم میں آپ ہم کو اسلام سے خارج کرتے ہیں حالانکہ تقلید کرتے ہوئے بھی ہم ان ساری باتوں کے قائل ہیں اور ایمان کامل رکھتے ہیں اور ہم تقلید اسی لئے کرتے ہیں کہ ایمان سلامت رہے۔ کوئی شخص ہمارے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکے۔''
>
> (ایضاً صفحہ ۱۱۸۔۱۱۷)

مسعود صاحب جواب میں لکھتے ہیں:

''خدا کی واحدانیت پر ایمان رکھنے حضورؐ کی رسالت پر ایمان لانے کے باوجود بھی آپ مسلم نہیں اس لیے کہ آپ شرک کے مرتکب ہیں۔کیونکہ آپ نے تقلید کو داخل فی الدین کیا ہے اس کو واجب قرار دیا ہے۔اس لئے آپ شرک کے مرتکب ہوئے (خلاصہ تلاش حق۔ صفحہ ۱۴۱۔۱۴۲) مزید لکھتے ہیں۔سوال مرقومہ بالا میں جو جو باتیں وارد ہوئی ہیں ان سب باتوں پر بریلویوں، مرزائیوں رافضیوں، منکرین حدیث اور جملہ فرق باطلہ کا اتفاق ہے تو کیا وہ سب مسلم ہیں؟''

(صفحہ۱۴۳)

مسعود صاحب نے ان تمام مفسرین، محدثین، سلاطین اسلام کو مرزائیوں جیسا غیر مسلم بنا دیا جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں آتا ہے۔ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام دارقطنی، امام بیہقی، صاحب مشکٰوۃ، حافظ ابن حجر وغیرہ شامل ہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسعود صاحب تک قرآن پہنچانے والے مشرک، حدیث جمع کرنے والے مشرک، اسماء الرجال لکھنے والے غیر مسلم، مسعود صاحب

قرآن پاک کی صرف ایک آیت اور نبی اقدس ﷺ کی صرف ایک حدیث ایسی سند سے پیش کردے جس کے راویوں نے آئمہ کی تقلید کرنے والوں کو مشرک اور غیر مسلم کہا ہو۔ مسعود احمد نے اپنی کتابیں ان غیر مسلموں کے حوالوں سے لکھی ہیں مسعود صاحب غیرت کسی چیز کا نام ہے یا نہیں؟ ہمیں کوئی یہودی بھی ایسا نہیں ملا جس نے اپنی عبادت کا طریقہ غیر یہودیوں یعنی ہندوؤں وغیرہ کے حوالوں سے لکھا ہو لیکن آپ کا سارا دین ہی غیر مسلموں کے حوالوں پر مبنی ہے۔

الغرض مسعود احمد نے مسلمین کا مطلب غیر مقلدین کیا ہے۔ اس لئے مسعود کی جماعت المسلمین کا مطلب جماعت غیر مقلدین ہے اور یہ فرقہ چونکہ مسعود احمد کی اطاعت کو فرض مانتا ہے اس لئے اس کا نام مسعودی فرقہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں جہاں لفظ مسلمین آیا ہے اس سے یہ فرقہ ہرگز مراد نہیں جیسے قرآن میں لفظ ربوہ سے مرزائیوں کا شہر ہرگز مراد نہیں۔ قرآن پاک کے حزب اللہ سے مسعود احمد صاحب اپنے حریف مسعود الدین کی جماعت مراد نہیں لیتے۔ تو مسلمین سے اپنا فرقہ کیسے مراد لے کر قرآن پر جھوٹ بولتے ہیں جب کہ یہ فرقہ ابھی عمر بلوغ کو بھی نہیں پہنچا۔

جب مسعود صاحب قرآن میں لفظ سنت سے مراد اہل سنت نہیں لیتے قرآن میں لفظ حدیث سے اہل حدیث مراد نہیں لیتے بلکہ انہیں کہتے کہ اہل حدیث مرکب

اضافی ہے اور حدیث کا لفظ مفرد ہے اس سے اہل حدیث مرکب کا ثبوت کیسے ہوا۔ مسعود صاحب کا حافظہ بہت کمزور ہے اس لئے وہ یہاں بھول گئے کہ جماعت المسلمین مرکب ہے۔ قرآن نے مسلمین بتایا تھا۔ مسعود نے قرآن کے خلاف اپنے فرقہ کا نام جماعت المسلمین رکھ لیا۔ جماعت المسلمین بمعنی جماعت غیر مقلدین اور مسعودی فرقہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی نہیں آیا۔ یہ لوگ رات دن قرآن وحدیث پر جھوٹ بولتے ہیں۔

جھوٹ پر جھوٹ کسی بھوکے سے کسی نے پوچھا تھا دو اور دو اس نے کہا چار روٹیاں۔ اس نے روٹیاں مراد لے لی تھیں۔ اسی طرح اس فرقے کو جہاں مسلم کا لفظ نظر آئے اس سے مسعودی فرقہ مراد لیتا ہے۔ یہ تو قرآن وحدیث پر جھوٹ ہے اور سب اہل اسلام پر جھوٹ بولا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نام کو چھوڑ کر فرقہ وارانہ ناموں سے اپنے آپ کو موسوم کیا۔ (صفحہ ۳) کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ مسعود صاحب پہلے اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے اب انہوں نے یہ نام چھوڑ دیا ہے کیا کسی سنی حنفی نے کبھی یہ کہا کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ان کے بارہ میں یہ جھوٹ کیوں لکھا کہ انہوں نے نام چھوڑ دیا۔ وہ ان تمام آیات اور احادیث پر ایمان رکھتے ہیں جن میں مسلمانوں کا ذکر ہے اور مسلمان کہلاتے ہیں۔

دعوۃ المسلمین:

مسعود احمد بانی فرقہ بخاری صفحہ ۱۳۴ کی حدیث سے بھی دھوکا دیتا ہے۔ جس میں حائضہ عورتوں کو مسلمانوں کی دعا میں شامل ہونے کا حکم ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ بخاری میں اسی صفحہ پر اس سے صرف پانچ سطر اوپر دعوۃ المؤمنین کا لفظ ہے اور بخاری (صفحہ ۴۶۔ ج۱) پر بھی مؤمنین کا لفظ ہے۔ اس حدیث سے جماعت غیر مقلدین مسعودی فرقہ مراد لینا رسول اقدس ﷺ پر جھوٹ ہے۔

تلزم جماعت المسلمین:

بانی فرقہ مسعود احمد۔ اس حدیث میں امام سے اپنا امام ہونا مراد لیتا ہے جیسے مرزا قادیانی قرآن میں لفظ عیسیٰ سے اپنے آپ کو مراد لیتا ہے حالانکہ اس حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے جیسا کہ خود حدیث رسولؐ میں صراحتاً آ گیا ہے (دیکھو ابوداؤد صفحہ ۵۸۲ ج ۲) اور بے چارے مسعود کو خلافت تو کیا ملتی وہ ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہے اور جماعت المسلمین سے سنی مسلمان مراد ہے کیونکہ مسلم صفحہ ۱۲۷ ج ۲ پر اس جماعت کے مخالفین کے بارہ میں صراحۃً حضور ﷺ نے لا یستنون بسنتی فرمایا ہے جب وہ غیر سنی ہیں تو یقیناً جماعت المسلمین سے مراد سنی مسلمان ہیں مگر بانی فرقہ یہ الفاظ جن میں سنت کا ذکر ملتا ہے ہرگز نقل نہیں کرتا۔ اس حدیث سے اپنا فرقہ مراد لینا رسول پاک ﷺ پر صریح جھوٹ ہے۔

یہ بھی یادر ہے کہ اس حدیث میں جس فتنہ کا ذکر ہے وہ بالکل قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ابوداؤد صفحہ ۵۸۳ ج ۲ پر صریح حدیث موجود ہے کہ گھوڑی حاملہ ہوگی مگر اس کے بچہ جننے سے پہلے قیامت آ جائے گی۔کیا واقعی یہ وہ زمانہ ہے۔مسعود صاحب قرآن نے تو یہود کی یہ عادت بتائی ہے۔یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وہ باتوں کو اپنے موقع سے ہٹا کر بے موقع استعمال کرتے ہیں۔آپ نے قرآنی آیات اور احادیث کو بے موقع استعمال کر کے یہود کی یاد تازہ کردی ہے۔

اگر آپ کو یہی شوق ہے کہ آپ کے اس نوزائیدہ فرقے کا ذکر کسی حدیث میں مل جائے تو اس کے لئے مناسب ترین حدیث ہے یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه. یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں میں صرف اسلام کا نام باقی رہ جائے گا۔(جیسا کہ مسعودی فرقہ کا عنوان جماعت المسلمین ہے مگر اسلام انقیاد کا نشان تک مفقود ہے) ان کے پاس قرآن کے صرف الفاظ ہوں گے (اس سے استنباط احکام کی اہلیت سے بالکل کورے ہوں گے) ان کی مساجد اگرچہ آباد ہوں گی مگر وہ ہدایت کا سرچشمہ نہیں ہوں گی ان کے علماء زمین کے رہنے والوں میں سب سے شریر ہوں گے۔(کیونکہ باقی شریر دنیا میں شرارتیں کریں گے اور مسجد سے باہر شرارتیں کرتے ہیں مگر ان کی شرارتوں کے اڈے ان کی مساجد ہوں گی اور وہ دین میں شرارتیں اور فتنے پھیلائیں گے وہ ان فتنوں کے بانی

بھی ہوں گے اوران فتنوں کے سر پرست بھی ہوں گے)(شعب الایمان بیہقی بحوالہ مرقاۃ (صفحہ ۳۲۱ ج ۱) دیکھئے یہ بات مشاہدہ میں آچکی ہے کہ آپ کی مسجد سے ان پڑھ نوجوان نکل کر ہر دفتر، ہر بازار ہر دکان پر بس میں فتنہ پھیلاتے مسلمانوں کو کافر مشرک کہتے ہیں۔ساتھ ساتھ اپنی جہالت کا بھی پورا پورا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم عالم نہیں ہیں۔پھر ساتھ یہ بھی جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث پر بھی عمل کرتے ہیں جب ہم ان کے سامنے قرآن وحدیث رکھتے ہیں کہ اس سے صرف ایک رکعت مکمل ترتیب اور مسائل دکھادو تو ﴿صُمٌّ بُكۡمٌ عُمۡىٌ فَهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ﴾ کا مجسم مصداق آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

لطیفہ:

ایک دن اس فرقہ کا ایک آدمی آیا اس کے ہاتھ میں بانی فرقہ کی کتاب تلاش حق تھی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں۔میں نے پوچھا مسعود احمد کی اطاعت وتقلید کو فرض مانتے ہو اور داخل فی الدین سمجھتے ہو یا نہیں۔اس نے کہا ہم مسعود احمد کی پیروی معروف میں بحکم قرآن وحدیث فرض سمجھتے ہیں ۔ میں نے کہا آئمہ اربعہ کے مقلدین بھی آئمہ کی تقلید معروف میں کرتے ہیں تم اس کو شرک وکفر کہتے ہو۔مسعود احمد کی تقلید کو فرض مانتے ہو۔جس کے پاس معروف ہے ہی نہیں منکرات ہیں اس پر وہ بہت تلملایا۔میں نے کہا یہ کتاب خلاصہ تلاش حق ۱۹۸ صفحات کی کتاب ہے تم یہ بتاتے ہو کہ ہم صرف قرآن وحدیث مانتے ہیں ان ۱۹۸ صفحات

میں قرآن پاک کی کتنی آیات ہیں اور احادیث صحیحہ کتنی ہیں؟ اور جھوٹ اور خیانتیں کتنی ہیں؟ میں نے کہا اس میں قرآن پاک کی ایک آیت بھی نہیں جو موافق موقع لکھی گئی ہو کہ مجتہد کی تقلید مسائل اجتہادیہ میں شرک وکفر ہے۔ایک بھی حدیث اس مضمون کی نہیں ہے۔ہاں جھوٹ اور خیانتیں بہت ہیں۔

(۱) بانی فرقہ لکھتا ہے کہ صاحب درمختار نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کر کے شرائط امامت میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔

اسے امام بنایا جائے جس کا سر سب سے بڑا اور ذکر (آلہ تناسل) سب سے چھوٹا ہو خلاصہ تلاش حق ۲۴) بانی فرقہ نے ایک ہی سانس میں صاحب درمختار پر تین جھوٹ بول دیئے کہ انہوں نے قال ابوحنیفہ سے قول بیان کیا ہے۔اس کو شرط نماز کہا ہے وہاں ذکر (آلہ تناسل) کا لفظ ہے۔

(۲) بانی فرقہ لکھتا ہے کہ حضرت وائل دوسری مرتبہ شوال ۱۰ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے (البدایہ والنہایہ) دوسری مرتبہ آمد پر بھی ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رفع یدین کرتے تھے (صحیح مسلم ص ۴۷) بانی فرقہ نے جو بات البدایہ والنھایہ کی طرف منسوب کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے اور جو صحیح مسلم کی طرف منسوب کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے۔صحیح مسلم میں نہ دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔نہ صحابہ کی رفع یدین کا۔

(۳) بانی فرقہ لکھتا ہے حضرت عمرؓ کے تو بیٹے پوتے سب رفع یدین کرتے تھے بلکہ بیٹے تو رفع یدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارا کرتے تھے (مسند احمد) تلاش حق ص ۱۸۵ یہ دونوں باتیں کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے پوتے سب رفع یدین کیا کرتے تھے بلکہ بیٹے تو نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے ہرگز ہرگز احمد کی مسند میں نہیں ہیں آپ پہلے حضرت عمرؓ کے بیٹوں اور پوتوں کی فہرست بحوالہ کتب بتائیں۔ پھر سب کا رفع یدین کرنا مسند احمد سے سندوں سے دکھائیں اور کنکریاں مارنا بھی رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے والوں کو بیٹوں کا عمل دکھائیں۔

(۴) حضرت عمرؓ نے رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کر کے نماز پڑھنے کا طریقہ مسجد نبوی میں برسر عام سکھایا خلاصہ تلاش حق میں ص ۸۰۔۱۸۶ پھر صلوٰۃ المسلمین............ منہاج المسلمین............ تفسیر قرآن عزیز............ پر بانی فرقہ نے اس کی سند کو متصل اور صحیح قرار دیا ہے۔ جو بالکل جھوٹ ہے بانی فرقہ میں صداقت ایک ذرہ بھی موجود ہے تو اس کی سند کا اتصال اور اس سند کی صحت دلائل سے ثابت کر دے بانی فرقہ نے نصب الرایہ صفحہ: ۴۱۶۔ج۔۱ کی عبارت نقل کرنے میں بھی شرمناک خیانت سے کام لیا ہے میں نے کہا آپ ان جھوٹوں کی اشاعت اس نام سے کر رہے ہیں کہ یہ قرآن وحدیث کی دعوت ہے۔

مسعودی فرقہ اور قرآن

بانی فرقہ اور اس کے مقلدین قرآن کا نام لے کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ قرآن رسول اقدس ﷺ کے بعد امت کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ یہ امت جن کے ذریعہ قرآن پاک و ہند میں آیا اہل سنت والجماعت حنفی تھے ہم ان کو مسلمان کہتے ہیں تو گویا ہمیں یہ قرآن مسلمانوں کے ذریعہ سے ملا۔ بانی فرقہ ان کو مشرک اور کافر قرار دیتا ہے تو ان کو یہ قرآن مشرکوں اور کافروں کے ذریعہ ملا۔ وہ ان مشرکین و کفار پر اعتماد کیسے کر سکتے ہیں وہ کوئی ایسا قرآن لائیں جو غیر مقلدین کی سند متواتر سے ان کو ملا ہو۔ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ اس فرقہ کے اکثر لوگ قرآن پاک کی ناظرہ تلاوت بھی صحیح نہیں کر سکتے۔ بانی فرقہ کا موجودہ قرآن کے بارے میں اعتقاد یہ ہے قرآن ہر لحاظ سے ایک مکمل کتاب ہے یہ ایک خوش نما جملہ تو ضرور ہے مگر حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ نماز کا طریقہ اس میں ہے نہ کسی اور عمل کا اور پھر وہ ہر لحاظ سے مکمل ہے یہ عجیب بات ہے۔

(تفہیم الاسلام ص ۲۲۶)

قرآن کا اسلام تو بڑا آسان ہے دعا مانگ لو صلوٰۃ ادا ہو گئی۔ پاکیزگی اختیار کر لو زکوٰۃ ادا ہو گئی، صلوٰۃ میں ریاح خارج ہو جائے وضو سلامت رہے، ناچ ورنگ کی محفلیں قائم کرو کوئی ممانعت نہیں، فنون لطیفہ سے دلچسپی لو کوئی حرج نہیں تاش اور شطرنج سے لطف اٹھاؤ کوئی مضائقہ نہیں، قحبہ خانہ کھولو کوئی ممانعت نہیں (ایضاً ص

۲۳۲) قرآن پاک میں عریانیت کا درس ہے (ص ۲۴۶۔۲۴۷) قرآن میں بھی ایسی آیات پائی جاتی ہیں۔جس سے بظاہر رسول اللہ ﷺ کی منزلت کو بڑا دھکا لگتا ہے (ص ۱۴۷۔۲۴۸) کیا ان آیات سے دشمنان اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع نہیں ملتا؟ ص ۲۴۸ قران کی قطعیت پر تو قرآن کی آیات سے بھی چوٹ پڑتی ہے۔ ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتابیں ملاحظہ ہوں ص ۲۵۵ وہ مسلم رہ کر بھی قرآن کا انکار کر سکتے ہیں......مسلمانوں کا ایک جم غفیر تحریف پر ایمان رکھتا ہے۔(تفہیم الاسلام ۲۶۹)

معلوم ہوا ہے کہ مسعودی فرقہ کے امام مفترض الطاعۃ کے نزدیک قرآن نہ مکمل ہے نہ قطعی ہے۔قرآن دشمنان اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع دیتا ہے۔قرآن رسول اقدس ﷺ کی منزلت کو بڑا دھکا لگاتا ہے۔قرآن عریانیت کا درس دیتا ہے، ناچ، رنگ، تاش، شطرنج اور چکلے کھولنے سے منع نہیں کرتا قرآن کی تحریف کا قائل بھی مسلم ہے قرآن کا انکار کر کے بھی انسان مسلم ہی رہتا ہے غیر مسلم تو صرف آئمہ کی تقلید سے ہوتا ہے۔

مسعودی فرقہ اور حدیث

حدیث کی جس قدر مستند کتابیں آج دنیا میں ملتی ہیں ان کے مؤلفین یا تو مجتہدین ہیں جن کو بانی فرقہ شریعت ساز قرار دیتا ہے اور شریعت سازی شرک و کفر ہے، ان پر قرآنی آیات احبار رھبان والی فٹ کرتا ہے یا کتب حدیث کے مؤلفین مقلدین ہیں جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ہے جن کو بانی فرقہ مشرک اور غیر مسلم کہتا ہے اس لئے ان کتابوں سے تو ان کا کوئی تعلق ہی نہیں وہ کوئی ایسی حدیث کی کتاب پیش کریں جس میں مجتہدین کو شریعت ساز اور ان کے مقلدین کو مشرک اور غیر مسلم کہا ہو اور ہماری کتب حدیث کا مطالعہ بھی اس نے بہت سطحی نظر سے کیا ہے وہ خود لکھتا ہے سطحی نظر سے حدیث کا مطالعہ غلط فہمی اور گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ورنہ حقیقت بین نظریں اس کے رموز پا لیتی ہیں سطحی نظر سے تو قرآن کا مطالعہ بھی گمراہ کن ہوسکتا ہے (تفہیم الاسلام ص ۱۳۵) خود بانی فرقہ کی گمراہی کی بنیاد قرآن و حدیث کا یہی سطحی مطالعہ ہے۔

کتب احادیث کا مطالعہ کرنے والا اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ کتب حدیث میں دو قسم کی احادیث ہیں۔

(۱) جو ایک ہی بات سے متعلق ہو ان کے معارض کوئی دلیل شرعی نہ ہو ان پر

امت کے عمل میں بھی اختلاف نہ ہوا ایسی احادیث پر سب آئمہ نے عمل کیا ان کی مثال سورج کی روشنی کی سی ہے جو ساری دنیا میں گھر گھر پھیلی ہوئی ہے۔

(۲) دوسری قسم وہ احادیث ہیں جن میں آپس میں اختلاف و تعارض پایا جاتا ہے۔ ان میں صحابہ کا عمل بھی مختلف ہے ایسی احادیث کو بعض علاقوں میں عملی تواتر نصیب ہوا بعض دوسرے علاقوں میں ان کے بظاہر مخالف دوسری احادیث کو عملی تواتر نصیب ہوا۔ ان احادیث کی مثال چاند کے ثبوت کی طرح ہے ایک علاقے میں عید کا چاند نظر آ گیا سارا ملک عید پڑھ رہا ہے۔ دوسرے ملک میں چاند نظر نہیں آیا سب نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ دونوں ملک مسلمان ہیں موطا امام مالک میں کتنی ایسی احادیث ہیں جو سنداً صحیح ہیں لیکن اہل مدینہ کا تعامل اس پر نہ ہونے کی وجہ سے امام مالک نے بھی ان پر عمل نہیں کیا۔ اسی طرح امام اعظمؒ امام ابوحنیفہ بھی ایسی روایات میں ان روایات پر ہی عمل کرتے ہیں جن پر اہل کوفہ کا تعامل ہو۔ اس کے مخالف احادیث اس علاقہ میں تو تواتر عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ کہلاتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کذاب اور دجال ہوں گے وہ ایسی احادیث تمہارے پاس لائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی۔ (یعنی ان پر اس علاقہ میں عمل نہ ہوگا۔ عمل تواتر ان کے خلاف ہوگا) آپ ﷺ نے فرمایا ان سے بچنا، ایسا نہ ہو کہ تم کو فتنہ اور گمراہی میں مبتلا کردیں (صحیح مسلم ص۱۰ ج۱) بانی فرقہ

مسعود احمد نے بالکل یہی کام کیا جس کو رسول اقدس ﷺ نے فتنہ اور گمراہی قرار دیا تھا کہ جن احادیث کے موافق اس ملک میں صدیوں سے عملی تواتر موجود تھا۔ان کو جھوٹا اور ضعیف کہہ کرنا قابل عمل قرار دیا اور جو احادیث اس ملک کے صدیوں کے عملی تواتر کے خلاف تھیں اور عملاً شاذ تھیں ان کو پیش کر کے فتنہ اور گمراہی پھیلائی۔

اجماع امت

آپ نے بانی فرقہ کا عقیدہ اسلام کے بارے میں معلوم کر لیا کہ اس کے نزدیک مسلم کا مطلب غیر مقلد ہے۔قرآن پاک کے بارے میں بھی اس کے عقائد آپ کے سامنے آ گئے احادیث کے بارے میں بھی اس کا سارا زور متعارضات پر ہے اور متعارضات میں سے ان احادیث پر عمل اور ان کی دعوت جو اس ملک میں تواتر عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ ہیں کاش وہ **من شذشذ فی النار** کی وعید سے ڈر جاتا۔

تمام اہل سنت اجماع امت کو دلیل شرعی مانتے آئے ہیں اجماع امت کا مخالف بنص کتاب وسنت دوزخی ہے۔بانی فرقہ اجماع امت کو دلیل شرعی نہیں سمجھتا۔ اس لئے اس نے اجماع کی تعریف ایسی بیان کی کہ اس کا تحقق ہی نہ ہو سکے چنانچہ لکھتا ہے اجماع امت سے مراد یہ ہے کہ صحابہ سے لے کر قیامت تک سب مسلم اس پر

اتفاق کرلیں (خلاصہ تلاش حق ص ۱۱۷) اجماع کی یہ تعریف نہ قرآن میں نہ سنت میں نہ اصول میں مسعود صاحب نے اسی لیے اس پر کوئی حوالہ نہیں دیا گویا یہ تعریف اگر چہ گندہ مگر ایجاد بندہ کی مصداق ہے۔ لیکن بعض جگہ بانی فرقہ کو خود اجماع کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ اسی کتاب کے ص ۳۲ سے ص ۳۶ تک اس بات پر زور دیا ہے کہ بخاری و مسلم کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق و اجماع ہے۔ کیا مسعود صاحب بتا سکتے ہیں کہ یہ اجماع کس مقام پر کس سنہ میں ہوا تھا جہاں تمام صحابہ سے لے کر قیامت تک کے مسلم جمع تھے۔ مسعود جی یہ تو ابن صلاح کا قول ہے جو نہ خدا نہ نبی نہ صحابی نہ تابعی نہ تبع تابعی نہ مجتہد بلکہ امام شافعی کا مقلد جو آپ کے نزدیک سرے سے مسلم ہی نہیں۔

اجتہاد و قیاس

تمام اہل السنّت والجماعت کا اتفاق ہے کہ **القیاس مظهر لا مثبت** کہ قیاس کتاب وسنت کے پوشیدہ مسائل کو تلاش کرنے کا نام ہے از خود مسائل گھڑنے اور شریعت سازی کا نام قیاس واجتہاد نہیں ہے اہل سنت کا اتفاق ہے مجتہد شارع یعنی شریعت ساز نہیں ہوتا بلکہ شارح یعنی کتاب وسنت کی تشریحات کا ماہر ہوتا ہے وہ اجتہادی مسائل میں واسطہ فی البیان اور واسطہ فی التفہیم ہوتا ہے۔ اہل السنّت

والجماعت کے نزدیک ایسے مسائل اجتہادیہ میں جو کتاب وسنت میں ہی پوشیدہ ہیں۔ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور عامی پر تقلید واجب ہے بانی فرقہ مسعود احمد جس نے اسلام اور اجماع کا معنی بگاڑا۔ اسی طرح اجتہاد اور تقلید کا معنی بھی بگاڑا۔ اہل سنت کے ہاں اجتہاد کا مطلب ہے کتاب وسنت کے پوشیدہ مسائل کی تلاش اور اس نے اجتہاد کا معنی یوں بگاڑا کہ قرآن وسنت کے خلاف مسائل گھڑنا اور کتاب وسنت کے خلاف شریعت سازی کرنا۔ یہ مطلب محض جھوٹ اور افتراء ہے کسی مجتہد سے بانی فرقہ اجتہاد کا یہ مطلب ثابت نہیں کرسکتا اور تقلید کا مطلب سب اہل السنّت والجماعت کے ہاں یہی ہے کہ آئمہ مجتہدین نے جو مسائل کتاب وسنت ہی سے تلاش کیے ہیں اس مجتہد کی رہنمائی میں کتاب وسنت سے ہی ظاہر شدہ احکام پر عمل کرنا مگر بانی فرقہ نے تقلید مجتہد کا یہ غلط مطلب گھڑا کہ کتاب وسنت کے خلاف مجتہدین کے ازخود گھڑے ہوئے مسائل پر عمل کرنا اسی جھوٹ کی بناء پر اس نے فتنہ کھڑا کردیا ہے حالانکہ مجتہد کی تقلید کا یہ مطلب بانی فرقہ کا خانہ ساز ہے۔ مقلدین پر بہتان اور افتراء ہے مقلدین کی کسی مستند کتاب سے بانی فرقہ تقلید مجتہد کی یہ تعریف ہرگز نہیں دکھا سکتا۔

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے

بانی فرقہ اگرچہ مجتہدین کو شریعت ساز کہتا ہے مگر ایک جگہ اس کے قلم سے حق بات نکل ہی گئی لکھتا ہے:

”اس میں شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جس اصول پر مسائل کی بنیاد رکھی وہ اصول سنت ہے کیونکہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن وحدیث کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا نہ اس کو حجت سمجھا۔ لہذا ان کا یہ طریقہ بے شک سنت تھا اور وہ چاروں برحق تھے رحمھم اللہ“

(خلاصہ تلاش حق ص ۸۸)

ایسے ہی موقع پر کسی نے کہا ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعان کا

اب سوال یہ ہے کہ جو امام برحق ہیں۔ انہوں نے مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں حل فرمائے۔ ان کا طریقہ سنت ہے تو ان مسائل کی پیروی عین کتاب وسنت کی پیروی ہے اس تقلید کو کفر شرک کیسے کہا جا سکتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

آئمہ اربعہ کو بانی فرقہ نے برحق مان لیا اب امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں پڑھیے ایک شخص نے اسے خط لکھا:

''میں بفضل خدا حنفی ہوں قرآن مجید۔ سنت رسول ﷺ اور مسلک صحابہ کرام کے بعد امام ابوحنیفہ کا اتباع کرتا اور حنفی کہلاتا ہوں اور بفضلہٖ تعالی مطمئن ہوں لیکن حنفی ہونا جزو ایمان نہیں سمجھتا اور ان کا اتباع اس لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے قرآن وحدیث کو خوب سمجھا۔ حدیثوں کو سمجھنا اور جانچنا بڑی قابلیت کا کام ہے۔ انہوں نے قرآن وحدیث کو خوب سمجھا اور ہم کو نہایت آسان طریقہ سے سمجھایا۔ جب ہی تو آج ایک ہزار سال سے زائد زمانہ سے لوگ ان کا اتباع کرتے چلے آتے ہیں نہ صرف کراچی اور سجاول بلکہ ساری دنیا میں ان کا اتباع کیا جاتا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گئے آپ اندازہ لگایئے کہ ان ایک ہزار سے زائد برسوں میں کیسے کیسے زبردست محدث قابل ترین علماء کرام عابد، زاہد، مجتہد، امام فقیہ گزرے ہیں جو ان کے معتقد ہوئے اور ان کا اتباع کرتے تھے امام صاحب کا رتبہ کتنا بڑا ہے، بڑے بڑے امام وقت آپ کے شاگرد گزرے ہیں آج ان کے مقابلے میں اگر کوئی اپنی عقل کو ترجیح دے

اوران کو برا بھلا کہہ کر جہلاٗ میں اپنا مقام حاصل کرنا چاہے تو یہ اس کی خودغرضی اور نادانی بلکہ جہالت ہے۔“

(خلاصہ تلاش حق ص ۱۵)

بانی فرقہ مسعوداحمد صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

”میں ان تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں جو آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کئے ہیں میں کسی بھی چیز میں اپنے کو ان کا ہم پلہ تو کجا ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا“

(خلاصہ تلاش حق ص ۲۲)

مسعودی فرقہ غور کرے کہ جو لوگ امام اعظم کی تقلید و رہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کریں ان کو آپ لوگ مشرک اور غیر مسلم قرار دیتے ہیں اور آپ کا امام جو باقرار خود ہمارے امام کی خاک پا کے برابر نہیں اس کی تقلید کو فرض مانا جاتا ہے۔

﴿تِلْکَ اِذاً قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی﴾

فرقہ بندی

گزشتہ سطور میں واضح کر چکا ہوں کہ دور برطانیہ میں ملکہ وکٹوریہ کے اشتہار آزادگیٔ مذہب پر لبیک کہتے ہوئے جو لوگ قید مذہب یعنی تقلید امام سے آزاد ہو گئے ان میں فرقے ہی فرقے بنتے گئے کہ لوگ ان فرقوں سے تنگ آ گئے اس فرقہ بندی کا ایک ہی علاج تھا کہ یہ لوگ ذہنی آوارگی چھوڑ کر پھر تقلید امام کی طرف آ جاتے تو اس فرقہ در فرقہ اور اختلاف در اختلاف سے بچ جاتے۔ اہل اسلام کی صفوں میں پھر اتحاد و اتفاق پیدا ہو جاتا مگر یہ علاج حکومت برطانیہ کے لئے سخت خطرہ تھا ان فرقہ پرستوں کا طریقہ یہ رہا کہ فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے فرقہ بندی کے اپنے گناہ کو آئمہ اربعہ کے سر تھوپتے۔ ان کو دل کھول کر برا بھلا کہتے کہ لوگ کہیں ان کی تقلید کی طرف واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے فرقے مٹ نہ جائیں آئمہ اربعہ پر فقہ پرستی کا بہتان باندھ کر خود ایک اور فرقہ بنا لیتے۔ یہی کچھ اس فرقہ کے بانی نے کیا فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے کرتے خود ایک نیا فرقہ بنا لیا اور گالیاں بدستور مذاہب اربعہ کو دے رہے ہیں۔ ہم پہلے اپنے بارے میں عرض کرتے ہیں اسلام ہمارا دین ہے ہم مسلمان ہیں جس نام کی وجہ سے ہم دوسرے دینوں سے ممتاز ہیں نہ ہم ہندو ہیں نہ عیسائی نہ یہودی۔ پھر رسول اقدس ﷺ کی پیشگوئی کے موافق آپ کی امت مختلف فرقوں

میں بٹ گی ان میں نجات پانے والی جماعت کا نام اہل سنت والجماعت ہے اس نام سے باقی اسلامی فرقوں شیعہ، معتزلہ، جھمیہ ، قدریہ وغیرہ سے ممتاز پھر اہل سنت والجماعت میں رسول اقدس ﷺ کی سنت اور صحابہ پاک کی جماعت کے طریقوں کو چار آئمہ کرام نے مرتب اور مدوّن فرمایا جس طرح قرآن پاک کو سات قاریوں نے مرتب فرمایا۔اب کسی علاقے میں کسی قاری کی متواتر قرأۃ کے مطابق سب لوگ تلاوت کرر ہے ہیں۔جس طرح ان سات قرأتوں کو کوئی بے وقوف سات قرآن نہیں کہتا۔سات ٹکڑے نہیں کہتا جس نے ایک قرأۃ پر قرآن کریم کی تلاوت کی اس کو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملا اسی طرح جس نے ایک امام کی تقلید میں آپ ﷺ کی سنت پر عمل کیا اسے پوری سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملا۔جس طرح قرآن پاک کی مختلف سات یا دس قرأتوں کو فرقہ وارانہ قرأتیں کہنا پرلے درجہ کی جہالت ہے اسی طرح مذاہب اربعہ کو فرقے قرار دینا ان کے اختلاف کو فرقہ وارانہ اختلاف قرار دینا یہ جہالت کی انتہا ہے مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے جو منزل سے ملانے کے لئے بنایا جاتا ہے اور فرقہ کا معنی خود بانی فرقہ نے کٹنے والا کیا ہے۔ مذہب ملانے والا، فرقہ کاٹنے والا دو متضاد باتیں ہیں مذہب کو فرقہ کہنا دن کو رات، آسمان کو زمین، گرم کو سرد کہنے سے بڑھ کر حماقت ہے۔جس طرح قاریوں کا اختلاف قرأۃ صحابہ سے آیا۔ کتب احادیث میں بعض اختلافی احادیث صحابہؓ سے مروی ہیں کتب احادیث میں

صحابہؓ کے مختلف اجتہادی فتاویٰ درج ہیں تو کیا یہ عقلمند یہاں بھی فرقہ وارانہ صحابہ فرقہ وارانہ احادیث، فرقہ وارانہ قرآن کہہ کر یہ اعلان کرے گا کہ رسول اقدس ﷺ نے فرقہ واریت کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ سب فرقہ وارانہ صحابہ کو چھوڑ دو سب فرقہ وارانہ احادیث کو چھوڑ دو۔ سب فرقہ وارانہ قرآنوں اور فرقہ وارانہ رسولوں کو چھوڑ دو۔ چونکہ مسعود صاحب نے خود اکابر سے کٹ کر فرقہ بنایا اپنے آپ کو امام مفترض الطاعۃ بنایا اس کا رات دن نینداور بیداری فرقہ واریت میں ڈوبی ہوئی ہے اس لئے وہ جس کو گالیاں دینا چاہتا ہے اس کے ساتھ لفظ فرقہ وارانہ اپنی طرف سے لگا کر اس کو کوسنا شروع کر دیتا ہے۔ جب گالیاں دے کر تھک جاتا ہے تو ان ہی فرقہ وارانہ کتب حدیث سے متروک العمل احادیث چن کر اپنے فرقے کو اس پر لگاتا ہے انہیں فرقہ وارانہ مذاہب کے علماء کو احبار رھبان مان کر ان کے فیصلے نقل کرتا ہے کہ فلاں حدیث صحیح ہے فلاں ضعیف ہے۔ انہیں فرقہ وارانہ مذاہب کے اسماء الرجال اور علم اصول سے سرقہ کرتا ہے۔ زبان سے ان کو مشرک بھی کہتا ہے ان کی جوتیاں بھی چاٹتا ہے۔ ان کی قے تک چاٹ جاتا ہے۔ مذاہب کو فرقہ وارانہ کہنا اس بدعتی فرقہ کی جہالت ہے۔

اختلاف امت

بانی فرقہ چونکہ خود سراپا اختلاف ہے۔اس لئے اختلاف اختلاف کے نعرے لگاتا ہے لیکن جیسا کہ گزر چکا اختلاف احادیث میں بھی ہے،اختلاف قرأت میں بھی ہے،اختلاف صحابہ میں بھی ہے، اختلاف اصول حدیث میں بھی ہے، اختلاف اسماء الرجال میں بھی ہے اختلاف محدثین میں بھی ہے، اختلاف مجتہدین میں بھی ہے،ان سب اختلافات کو وہ برداشت کرتا ہے مگر مجتہدین کے اختلاف کو خوب اچھالتا ہے۔اختلافات کی برائی میں جو آیت یا حدیث مل جائے اسے صرف آئمہ کے اختلاف پر چسپاں کرتا ہے حالانکہ وہ خود بھی مانتا ہے کہ اختلاف دو قسم کا ہوتا ہے۔وہ لکھتا ہے:

'اختلاف ایک فطری امر ہے ہو جایا ہی کرتا ہے۔"

(تفسیر قرآن عزیز ص ۱۵۷ جلد اول)

یقیناً آئمہ مجتہدین کا اختلاف بھی فطری ہے خود بانی فرقہ جدید لکھتے ہیں:

"اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہو سکتا ہے اور اس کو گوارہ کیا جا سکتا ہے...... آئمہ کا اختلاف اجتہادی تھا اور صرف اعمال میں تھا (خلاصہ تلاش حق ص ٦٦) اور آپ پڑھ چکے ہیں کہ بانی فرقہ چاروں آئمہ کو برحق مانتا ہے (خلاصہ تلاش حق ص ۸۸) پھر ان

کے اختلاف کا شور کس لیے کرتا ہے۔

ہاں اختلاف کی دوسری قسم کو بانی فرقہ نے لعنت لکھا ہے۔

(تفسیر قرآن عزیز ص ۵۲۷ جلد اول)

اب دونوں کو مثال سے سمجھیں ایک شخص کراچی شہر میں ہے جو سینکڑوں مساجد کے محراب کو دیکھ رہا ہے اور ہزاروں نمازیوں کو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے کہ سب مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ شخص سب کے خلاف شمال کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے۔ اور سب نمازیوں کی نماز کو باطل کہتا ہے جب پوچھو تو بخاری شریف کھول کر بیٹھ جاتا ہے کہ اس میں صحیح حدیث موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صاف فرمایا رفع حاجت کے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پشت کرو بلکہ رفع حاجت کے وقت یا مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف بخاری شریف اس صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا کہ قبلہ نہ مشرق کی طرف ہوسکتا ہے نہ مغرب کی طرف جس طرح میں نے بخاری شریف سے ثابت کر دیا کہ قبلہ ہرگز ہرگز مغرب کی طرف نہیں ہوسکتا تمہاری ساری نمازیں باطل ہیں اگر کوئی شخص بخاری کی صریح حدیث سے مجھے دکھا دے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ قبلہ شمال کی طرف نہیں ہوسکتا تو میں شمال کا صریح لفظ دیکھ کر مبلغ پچاس لاکھ روپے انعام دوں گا۔ کیا مسعود صاحب اس آدمی سے یہ انعام لے سکیں گے اگر چہ وہ شخص یہ اختلاف حدیث رسولؐ اور بخاری شریف کے نام کر رہا ہے۔ مگر اس کے اس بیّن اختلاف کو امت میں تفرقہ قرار دیا جائے گا۔

قرآن وحدیث میں جہاں بھی تفرقہ کی مذمت ہے وہ وہی تفرقہ و اختلاف ہے جو بینہ

(پوری وضاحت) کے بعد کیا جائے۔ہاں فطری اختلاف کی مثال یہ ہے کہ سندھ کے جنگل میں رات ہوگئی۔آسمان پر بادل ہیں کوئی ستارہ نظر نہیں آتا قبلہ کا علم نہ کوئی بتلانے والا ہے اب چار لوگوں نے تحری سوچ بچار کیا ایک کا دل اس طرح مائل ہوا کہ قبلہ اس طرف ہے حالانکہ وہ مشرق ہے دوسرے کا دل مائل ہوا کہ اس طرف ہے حالانکہ وہ شمال ہے تیسرے کا دل جنوب کی طرف مائل ہوا چوتھے کا مغرب کی طرف سب نے نماز عشاء پڑھ لی۔

اب دیکھئے ان چاروں میں یقیناً صرف ایک منہ قبلہ کی طرف تین چہرے یقیناً یقیناً قبلہ سے مڑے ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کی نماز قبول فرمالی۔ہاں اتنا فرق ہوا جس نے نماز مغرب کی طرف پڑھی اس کی نماز بھی قبول اور اجر دو ملے باقی تینوں کی نماز قبول مگر اجر ایک ایک ملا۔ایسے اختلاف کو اجتہادی اختلاف کہتے ہیں یہ ایک فطری اختلاف ہے کیا مسعود صاحب ان چاروں نمازیوں پر تفرق و اختلاف کی مذمت والی آیات واحادیث فٹ کر کے ان کو کافر مشرک قرار دیں گے۔مسعود صاحب کا اجتہادی اختلاف پر ان آیات کو چسپاں کرنا یہودیوں کی طرح **یحرفون الکلم عن مواضعہ** پر عمل ہے۔الغرض مسعود صاحب نے اپنے مفترض الطاعۃ امام بننے کے بعد اسلام کے معنی بدلے، اجتہاد کے معنی بدلے، تقلید کے معنی بدلے، مذہب کے معنی بدلے، فرقہ وارانہ کا لفظ بے موقع استعمال کیا، اختلاف فطری کو اختلاف لعنت قرار دیا۔

مسعود صاحب کی عادت

مسعود صاحب لوگوں کے سامنے یہ دعوت لے کر کھڑے ہوئے کہ میں ہر مسئلہ قرآن وحدیث سے دکھا سکتا ہوں مگر اس میں وہ بری طرح ناکام ہوئے تو اپنی اس ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے پھر وہ فقہ کو گالیاں دینا شروع کردیتے ہیں کبھی تو وہ فقہ کی کتابوں سے ایسے مسائل پیش کرتے ہیں جو نہ مفتیٰ بہ ہیں نہ معمول بہ مسعود صاحب! مذہب حنفی ان مسائل کا نام ہے جن پر احناف کا فتویٰ اور متواتر عمل ہے شاذ اور متروک اقوال مذہب حنفی ہرگز نہیں جس طرح قرآن وہی ہے جو امت میں تواتر کے ساتھ ہر جگہ پڑھا جارہا ہے نہ کہ کسی کتاب میں مذکور شاذ ومتروک قرأتوں کو قرآن کہا جائے ایسا شیعہ،عیسائی اور ہندو تو کرتے تھے آپ نے بھی مفتیٰ بہ اور معمول بہ مسائل کو چھوڑ کر غیر مفتیٰ ، اور شاذ مسائل پر اعتراض شروع کردیا اس کا جواب ہماری طرف سے وہی ہے جو آپ نے منکر حدیث برق صاحب کو دیا ہے ضعیف حدیث کے ہم جواب دہ نہیں۔ضعیف حدیث پر اعتراض کرنا بھی فضول ہے (تفہیم الاسلام ۲۵۰) ہم بھی کہتے ہیں شاذ غیر مفتیٰ بہ اور متروک العمل اقوال مذہب حنفی نہیں ان اقوال پر اعتراض بھی فضول ہے اور ہم ان کے جواب دہ بھی نہیں ہیں۔

اور بعض اوقات مسعود صاحب منکرین حدیث کی تقلید پر اتر آتے ہیں جیسے وہ کہا کرتے ہیں کہ احادیث میں بہت سے گندے مسائل ہیں۔ بہت سی حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں، یہی کچھ مسعود صاحب نے فقہ کے بارے میں کہا میرے خیال میں اس کا جواب بھی وہی بہتر ہے جو مسعود صاحب نے منکرین حدیث کو دیا ہے۔ لکھتے ہیں

"اگر سب (محدثین) نے مل کر کسی حدیث کو قرآن مجید کے خلاف نہیں سمجھا اور ہم اس کو قرآن مجید کے خلاف سمجھیں تو کیا یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے یا ان سب اگلے پچھلے محدثین کی سمجھ کا قصور ہے۔"

(تفہیم الاسلام ص۲۶۰)

مسعود صاحب! ہزاروں محدثین اور فقہا امام صاحب کے مقلد گزرے ہیں جیسا کہ آپ کو بھی اعتراف ہے اگر ان سب نے ان مسائل کو خلاف حدیث نہیں کہا، تو اصل بات یہی ہے۔ نہ آپ کو حدیث کی سمجھ آئی نہ فقہ کے مسئلہ کی سمجھ آئی کیونکہ اصل کتابیں تو آپ کو پڑھنی نہیں آتیں۔ یہ سارا آپ کی سمجھ کا ہی قصور ہے۔

آخری بات

بانی فرقہ نے اپنے بارے میں اپنے فرقہ کو یہ باور کرار کھا ہے کہ وہ بہت بڑا محقق ہے اور وہ اپنی کتاب میں سب صحیح احادیث نقل کرتا ہے اس لئے بیچارے سادہ لوح لوگ اس کی باتوں میں پھنس جاتے ہیں اس مختصر رسالہ میں صرف چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ بانی فرقہ نے ۱۳۹۵ھ میں یہ فرقہ بنایا اور ۱۳۹۸ھ میں نماز کی کتاب بنام ''صلوٰۃ المسلمین'' شائع کی اس میں لکھا:

''اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی اگر کوئی صاحب اس کتاب کی کسی حدیث کے ضعیف ہونے کی نشاندہی فرمائیں گے تو انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں اسے اس کتاب میں درج نہیں کیا جائے گا۔'' ص ۲۴

اس کتاب میں سب سے زیادہ زور مسئلہ رفع یدین پر لگایا ہے۔ چنانچہ ضمیمہ

(۱) صفحہ ۳۱۰۔ اس پر پہلی حدیث ابوبکر صدیقؓ سے لایا ہے اس کی سند کا پہلا راوی امام بیہقی مقلد امام شافعی (تذکرۃ الحفاظ، طبقات الشافعیہ) ان کا مستقل رسالہ حیات الانبیاء پر ہے۔ یہ دونوں باتیں مسعود کے نزدیک شرک ہیں۔

(۲) دوسرا راوی ابوعبداللہ الحافظ یہ شیعہ ہے اور فرقہ میں ہونا مسعود کے ہاں

شرک ہے۔

(۳) الصفار کا سماع السلمی سے ثابت نہیں اور منقطع روایت بانی فرقہ کے نزدیک باطل اور نا قابل اعتبار ہے۔

(تفہیم الاسلام ۹۳ صفحہ ۱۰۹۔ صفحہ ۱۱۳)

(۴) ابوالنعمان محمد بن الفضل عارم ضعیف ہے۔ تہذیب التہذیب صفحہ ۴۰۴ ج ۹ ایسی روایت کو بانی فرقہ کذب و بہتان کہتا ہے (تفہیم صفحہ ۱۳۸) دوسری روایت حضرت عمرؓ سے نقل کی ہے۔

(۵) جو اس کو متصل السند کہا ہے جو بالکل غلط ہے۔ متصل سند پیش کرے ورنہ یہ باطل اور نا قابل اعتبار ہے۔

(۶) اس کے دو راوی حیٰوۃ اور سلیمان غیر معروف ہیں۔ خود بانی فرقہ ایسی روایت کو جھوٹ اور افترا کہتا ہے۔

(تفہیم صفحہ ۱۳۶)

(۷) صفحہ ۳۱۲ پر حضرت علیؓ کی روایت لکھی ہے۔ جس میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ضعیف اور منفرد ہے۔ اور **اذا قام من السجد تین** کا ترجمہ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے کیا ہے جو **غلط** ہے۔

(۸) عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے مرفوع موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔

(۹) مالک بن الحویرث کی حدیث کا مدار ابوقلابہ ناصبی پر ہے۔ جو بانی فرقہ کے نزدیک فرقہ پرست اور مشرک ہے۔

(۱۰) حضرت وائل کی سند کا راوی محمد بن حجادہ **شیعہ** یعنی فرقہ پرست اور مشرک ہے۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کا مدار ابن جریج پر ہے جس نے مکہ مکرمہ میں رہ کر **۹۰** عورتوں کے ساتھ متعہ کیا اور دوسرا راوی یحییٰ بن ایوب غافقی ضعیف ہے۔

(۱۲) حضرت جابرؓ کی روایت میں ابوحذیفہ ضعیف ہے۔

(۱۳) انسؓ کی روایت کی سند حمید مدلس کی روایت کو بانی فرقہ مشکوک کہتا ہے۔

(**تفہیم صفحہ۱۱۴**)

(۱۴) تمام صحابہ رفع یدین کرتے تھے نہ حسن بصری تمام صحابہ کو ملے نہ اس کی سند صحیح ہے کیونکہ قتادہ مدلس ہے اور جز رفع یدین کا راوی محمود بن اسحاق الخزاعی کا ترجمہ و توثیق ثابت نہیں۔

(۱۵) **ص ۴۵۳** ۔ پر حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سعیدؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابوعبیدہؓ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زیادہ بن حارثؓ، ۱۱ صحابہ کا نام لکھا ہے کہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ رکوع جاتے۔ رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ اگر مسعود صاحب ان گیارہ صحابہ سے صحیح

سندیں دکھا دیں تو ہم فی سند ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ اور اس کے فرقہ والوں سے بھی عرض ہے کہ جو شخص ایک سانس میں گیارہ صحابہ پر جھوٹ بولتا ہے۔ آپ اس امام کی اطاعت فرض جانتے ہیں۔

(۱۶) صفحہ ۴۵۲۔۴۵۳۔ پر صحابہ کی ایک مجلس کا ذکر کیا ہے کہ ۱۷ اصحابہ اس مجلس میں تھے۔ وہ کسی صحیح سند سے حدیث میں سترہ کا لفظ نہیں دکھا سکتا۔ جس روایت کا حوالہ دیا ہے اس میں سترہ کی بجائے عشرہ کا لفظ ہے اور روایت بھی ضعیف ہے اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ہے۔

(۱۷) اس کا راوی محمد بن عمرو بن عطاء ۴۰ھ میں پیدا ہوا۔ وہ دس پندرہ سال کی عمر میں ہی یہ روایت کرسکتا ہے جبکہ ان ۱۷ میں سے حضرت زیدؓ ۴۸ھ، حضرت ابو مسعودؓ ۳۸ھ، حضرت سلمانؓ ۳۴ھ، حضرت عمارؓ ۳۸ھ، حضرت ابوقتادہؓ صحیح قول پر ۳۸ھ، حضرت محمد بن مسلمہؓ ۴۱ھ، حضرت ابواسیدؓ ۳۰ھ حضرت حسنؓ ۴۹ھ میں انتقال فرما چکے تھے۔ تو رفع یدین کے ثبوت کے لئے یہ پرانی قبریں اکھاڑ کر ایک مردہ کانفرنس کیسے قائم کی گئی۔ بانی فرقہ حدیث اور تاریخ دونوں سے لاعلم ہے۔

(۱۸) صفحہ ۴۵۵ پر حضرت وائلؓ کی حدیث جو ابوداؤد سے نقل کی ہے اس کے ساتھ صراحت تھی کہ تمام صحابہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے بانی فرقہ نے یہاں بہت بڑی خیانت کی ہے۔

(۱۹) حمید بن ہلال کی روایت کی سند میں ابی بلال راسبی ضعیف ہے اور اس میں نہ رکوع کی رفع یدین کا ذکر ہے۔نہ تیسری رکعت کے شروع کا ہے۔

(۲۰) سعید بن جبیر کے اثر میں الحسین بن عیسیٰ ضعیف اور عبدالما لک بن سلیمان بھی ضعیف ہے۔ایک ہی مسئلہ میں بیس جھوٹ ہیں۔پھر کسی ایک حدیث میں بھی نہیں کہ آنحضرت ﷺ یا اکابر صحابہ میں سے ایک صحابی بھی ہمیشہ یہ اختلافی رفع یدین کرتے رہے۔

(۲۱) مسئلہ قرأۃ خلف الامام میں سکتات میں قرأۃ کی حدیث ص ۳۳۸ پر حضرت عبداللہ بن عمرو سے نقل کی ہے اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے سند میں امام بیہقی مقلد امام شافعی،ابوعبداللہ رافضی،محمد بن عبداللہ الشبر ی،عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز کی توثیق ثابت نہیں **ابو الصلت الھروی** ،**رافضی خبیث**۔ابومعاویہ مرجئ خبیث عمرو بن محمد اور شعیب بن محمد مدلس بانی فرقہ کے علم وانصاف کا یہ حال ہے ایک ہی سند میں دو رافضی،دو مزید فرقہ پرست دو مجہول اور مدلس ہیں مگر سند صحیح سے ناطقہ سر بگریبان ہے کہ اسے کیا کہیئے۔

(۲۲) ص ۳۴۴ پر پھر عبداللہ بن عمرو کی حدیث نقل کی ہے اور سند کو حسن کہا ہے جب کہ سند میں بیہقی مقلد امام شافعی عبدالحمید بن جعفر منکر حدیث دونوں فرقہ پرست مشرک ابوبکر الحنفی غیر معروف ہے۔

(۲۳) آمین بالجہر کے ثبوت میں ص۴۷ ۳ پر ام الحصن سے جو حدیث نقل کی ہے اس کی سند میں ہارون الدعور رافضی اسماعیل بن مسلم ضعیف ابی اسحاق مدلس اور ابن ام الحصن مجہول اور بانی فرقہ اس حدیث سے استدلال فرمارہے ہیں اور اس کے فرقہ کے لوگ رات دن یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ مسعود صاحب جیسا محقق کوئی نہیں اس کی اطاعت فرض ہے حالانکہ وہ بیچارہ علوم دینیہ میں بالکل کورا ہے اللہ تعالیٰ اس کے فتنے سے اپنے محبوب کی امت کو بچائے۔ آمین یا الہ العالمین

حصّہ دوم ـ اا

نام نہاد

جماعت مسلمین

یعنی فرقہ مسعودی کے

سوالات کے جوابات

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوابات سوالات از فتح جنگ ضلع اٹک (منجانب مسعودی فرقہ (نام نہاد جماعت المسلمین)

مقدمہ

لکھا ہے احباب سے گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات قرآن مجید اور صحیح احادیث سے دے کر دل کی تسلی فرمائیں۔

وضاحت:

کتاب وسنت اور تعامل خیر القرون سے ثابت ہے کہ دلائل شرعیہ چار ہیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماعِ امت اور قیاس شرعی اس لیے سوال یوں کرنا چاہیئے کہ دلیل شرعی سے جواب دو۔ جواب دینے والا خواہ قرآن پاک سے جواب دے یا حدیث پاک سے یا اجماعِ امت سے یا قیاس شرعی سے وہ جواب شرعی جواب ہی سمجھا جائے گا۔ مسعودی فرقہ کا بانی مسعود احمد اصولِ فقہ سے بالکل جاہل ہے اگر اس نے اصولِ فقہ کی پہلی کتاب اصول الشاشی بھی پڑھی ہوتی تو وہ جانتا کہ اصول فقہ چار ہیں۔

ا۔ سوال کرنے کا یہ طریقہ کہ فلاں مسئلہ کا جواب صرف قرآن سے دو یا صرف حدیث سے دو اس کا حکم نہ قرآن مجید میں ہے نہ صحیح احادیث میں نہ خیر القرون میں

تمام مسائل کے لیے سوال کا یہ طریقہ کسی نے اختیار کیا۔ یہ طریقہ خالص دور برطانیہ کی بدعت ہے یہ سوال کرنے والا اجماعِ امت کا منکر ہے حالانکہ آنخضرت ﷺ فرماتے ہیں میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہوگا اور اجماع سے الگ ہونے والا دوزخی ہے (ترمذی ص ۳۱۵) یہ حدیث مسعودی فرقہ اور سائل کے دوزخی ہونے کی دلیل ہے یہ سوال کرنے والا فقہ اور قیاس شرعی کا بھی منکر ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔﴿فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِى الْأَبْصَار﴾ علامہ سیوطی۔علامہ عینی اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں الا عتبار ھو القیاس (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۶) اور آنخضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور صواب کو پہنچے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر خطا ہو جائے تو ایک اجر (بخاری ص ۱۰۹۲ ج ۲، مسلم ص ۷۶ ج ۲) اور آنخضرت ﷺ فرماتے ہیں ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ (مشکوٰۃ) اسی لیے شیطان کو فقہ اور فقہاءؒ سے بڑی چڑ ہے خدا بچائے۔

مسعودی فرقے کا امام اگر اس طرح شرط لگا کر سوال کرنے کو کمال سمجھتا ہے تو اس کا بڑا بھائی منکر حدیث اس سے سوال کرتا ہے کہ تم نے "صلوٰۃ المسلمین" نامی کتاب میں جتنے مسائل لکھے ہیں وہ سارے مسائل صرف قرآن پاک کی صریح آیات سے ثابت کر دو مسعودی فرقے کا بانی اپنے بڑے بھائی کے سوال سے ایسا بھاگا ہے کہ آج تک اس کو منہ نہیں دکھایا۔ اب بھی سارے مسعودی فرقے کو اس بڑے بھائی کی للکار ہے کہ مسعود کو کہو! نامسعود نہ بنے اور صلوٰۃ المسلمین کے ہر ہر مسئلے پر ایک ایک صریح آیت پیش کر دے لیکن اس کا بڑا بھائی بار بار یہ شعر گنگنا رہا ہے

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قیامت ہے کہ منکرین حدیث سے شکست کھا کر بھاگنے والا بھگوڑا اہل حق اہل السنّت والجماعت کا منہ چڑاتا ہے۔

قیام حشر کیوں نہ ہو کہ اک کلچڑی گنجی

کرے ہے حضور بلبل بستان نوا سنجی

۲۔ سائل نے لکھا ہے کہ ''صحیح احادیث'' سے جواب دیں سائل کے نزدیک صحیح اور ضعیف ہونا بھی قرآن وحدیث سے دیکھا جائے گا کہ جس حدیث کو نبی معصوم ؐ صحیح فرمائیں وہ صحیح ہے اور جس کو ضعیف فرمائیں وہ ضعیف ہے تو اس معیار پر ذرا اپنی مایۂ ناز کتاب ''صلوٰۃ المسلمین'' کی ہر ہر حدیث کا صحیح ہونا نبی معصوم ﷺ سے ثابت کر دیں لیکن مسعودی فرقے والے کسی ایک حدیث کے بارے میں یہ صراحت آنحضرت ﷺ سے نہیں دکھا سکتے اگر سائل کا خیال ہے کہ جس حدیث کو مسعود صحیح کہے وہ صحیح اور جس کو مسعود ضعیف کہے وہ ضعیف ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسعود بے چارہ اتنی اہلیت نہیں رکھتا وہ ایک طرف دعویٰ کرتا ہے کہ جس طرح حنفی شافعی فرقے ہیں اسی طرح اہل حدیث بھی ایک فرقہ ہے اور وہ سب فرقوں کو گمراہ کہتا ہے لیکن ڈوب مرنے کی بات ہے کہ انہیں فرقوں سے بھیک مانگ کر کتاب لکھتا ہے اس کی کتاب ''صلوٰۃ المسلمین'' غیر مقلدوں کی کتابوں نیل الاوطار شوکانی، مرعاۃ المفاتیح رحمانی اور صلوٰۃ النبی البانی وغیرہ سے مسروق ہے وہ تو ابن حجر شافعی کی جوتیاں سر پر اٹھائے ہوئے ہے اور نووی شافعی کی قے چاٹنے والا ہے اسے صحیح ضعیف کی کیا تمیز۔ وہ تو ایک مطلب پرست آدمی ہے اپنی کتاب صلوٰۃ المسلمین ص ۲۷۲ پر ایک حدیث کے

بارہ میں لکھتا ہے محمد بن اسحاق کی وجہ سے ضعیف ہے اور ۳۰۶ پر جو حدیث حضرت عبادہؓ کی نقل کی ہے اس پر لکھتا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے تو نماز نہیں ہوتی اس کی سند ترمذی اور ابوداؤد میں دیکھ لیں وہی محمد بن اسحاق ہے اب یہ حدیث کیسے صحیح ہو گی۔

جب کسی حدیث کا صحیح یا ضعیف ہونا آنحضرت ﷺ سے منصوص نہیں اس میں امتیوں کے اجتہاد پر ہی دارومدار ہے اور اجتہاد کو سائل مانتا نہیں۔ پھر جب امتیوں سے ہی پتہ چلتا ہے تو پھر جس حدیث پر خیر القرون کے مجتہد امام اعظم اور ہزاروں فقہاء اور محدثین کا عمل ہو۔ اس کے صحیح غیر منسوخ ہونے میں کیا شبہ ہے۔ اب امام صاحبؒ کے صدیوں بعد کا کوئی محدث جو نہ ملکۂ اجتہاد رکھتا ہو نہ درجہ فقاہت۔ اور اپنے مذہب کی رعایت یا تعصب کی رو سے یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے کسی امامؒ کے زمانہ کے بعد کے راوی کی وجہ سے اس کو ضعیف کہے تو اس حدیث پر خیر القرون کے مجتہد اعظم اور ہزاروں فقہاء، اولیاء اور محدثین کے مقابلہ میں اس کا کوئی اعتبار نہ ہو گا اگر کہو کہ محدثین نے اصول بنائے ہیں تو سوال یہ ہے کہ محدثین امتی ہیں نبی نہیں اگر ان اصولوں میں ان کی تقلید واجب ہے تو پھر مجتہدین کی تقلید کیوں حرام ہے کیا سائل یا اس کا امام نامسعود ایک آیت قرآنی یا ایک ہی صحیح حدیث پیش کر سکتا ہے کہ امتیوں میں سے محدثین کی تقلید واجب ہے اور مجتہدین کی شرک اور حرام اگر ایسا نہ کر سکو اور قیامت تک نہ کر سکو گے تو تم نے اپنی نفسانی خواہشوں کو کیوں خدا بنا رکھا ہے تمہارا پیشوا محدثین کی اس بات

کوتو وحی آسمانی سمجھتا ہے جو اس کی نفسانی خواہش کے موافق ہو اور محدثین کی ہی اُن باتوں کو ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیتا ہے جو اس کی نفسانی خواہش کے خلاف ہو۔

۳۔ مسعودی فرقہ کا دعویٰ ہے۔ ہمارا ہر مسئلہ صرف قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہے۔اس پر ہم نے انہیں چیلنج دیا کہ نماز توحید و رسالت کے بعد سب سے اہم رکن ہے۔اس پر تمہارے امام نے ادھر ادھر فرقوں سے بھیک مانگ کر پونے پانچ سو صفحے کی کتاب بھی لکھی ہے اور اس کتاب پر اسے بڑا ناز بھی ہے مگر پھر بھی نماز کے مکمل مسائل وہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں کر سکا اور نہ کر سکتا ہے۔ یہ چیلنج کیا تھا۔کراچی۔ لاڑکانہ۔شہداد کوٹ اور کئی دوسرے شہروں میں مسعودی فرقہ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ مسعود تو ان مقامات سے مناظرہ کے وقت ایسا غائب ہوا جیسے گدھے کے سر سے سینگ دنیا انگشت بدنداں تھی کہ رات دن قرآن حدیث کا نام لینے والے اپنی نماز ثابت کرنے سے بھی عاجز ہیں۔کراچی وغیرہ میں شور سے آسمان سر پر اٹھاتے مگر نماز ثابت نہ کر سکے اب بھی اگر مسعودی فرقہ میں دم خم ہے تو وہ اپنے پیشوا کو تیار کرے وہ نماز کے مکمل مسائل قرآن وحدیث سے ثابت کرے اور اس کی کتاب صلوٰۃ المسلمین میں جو خیانتیں اور جھوٹ ہیں ان کا جواب دے ورنہ میدان حشر میں محاسبہ کے لیے تیار رہے۔

یارو قریب ہے روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کب تک
چپ رہے گی زبان خنجر تو لہو پکارے گا آستیں کا

اب شرم اتارنے کے لیے یہ سوال نامہ پھیلایا جارہا ہے تاکہ عوام کو پریشان کیا جاسکے۔ہم ان سوالات کے جوابات ادلۂ اربعہ سے عرض کرتے ہیں۔

(ا) سوال: دین میں نیا کام نکالنا کیسا ہے؟

الجواب: آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرد** (متفق علیہ)

جس نے دین میں نیا کام نکالا جو دین میں سے نہیں وہ مردود ہے دین میں نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نہ قرآن سے ثابت ہو اور نہ سنت سے نہ اجماع امت سے نہ قیاس شرعی سے جو بات ان چاروں دلیلوں میں سے کسی دلیل سے ثابت ہو وہ دین کی بات ہے اگر چاروں دلیلوں میں سے کسی سے بھی ثابت نہ ہو تو وہ مردود ہے ان مردود بدعات میں سے ایک یہ مسعودی فرقہ بھی ہے جس کا وجود آج سے چند سال پہلے نہ تھا مسعود احمد نامی غیر مقلد پہلے اپنے آپ کو اہل حدیث لکھتا رہا پھر کسی حدیث میں لفظ جماعت المسلمین نظر پڑا تو اس نے اپنے فرقے کا یہ نام رکھ لیا یہ بالکل ایسا ہی فریب ہے جیسے مرزا قادیانی کو قرآن پاک میں حضرت آدم کا نام نظر آیا کہنے لگا یہ میرا ذکر ہے میں آدم ہوں حضرت ابراہیم کا نام نظر پڑا کہنے لگا میں ابراہیم ہوں حضرت یوسف کا نام نظر پڑا تو کہنے لگا کہ میں یوسف ہوں عیسیٰ کا نام دیکھا تو کہا یہ بھی میرا نام ہے حتیٰ کہ حضرت محمد رسول ﷺ کا اسم گرامی نظر آیا تو معاذ اللہ محمد رسول اللہ بن بیٹھا حضرت مریم کا نام دیکھا تو مریم بن بیٹھا حالانکہ ان پاک ناموں سے اس کو کیا نسبت تھی۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کجا فرشتہ کجا دجال ناپاک

قادیانیوں نے قرآن پاک میں لفظ **ربوہ** دیکھا فوراً ایک شہر بنا کر نام ربوہ رکھ دیا بھلا اس ربوہ کو اس ربوہ سے کیا نسبت؟ جیسے جہنم کو جنت سے کوئی نسبت نہیں اسی طرح مسعود نے جماعۃ المسلمین کا **لفظ** دیکھا جھٹ ایک فرقہ بنا کر اس کا نام جماعت المسلمین رکھ دیا اور فخر شروع کر دیا کہ ہمارا نام حدیث میں آیا ہے جیسے قادیانی کہتا ہے ہمارے شہر کا نام قرآن میں ہے یہ ایسا ہی فریب ہے جیسے اس حدیث کو پڑھ کر کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کو سب ناموں سے پیارا نام عبداللہ ہے اب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابیؑ اور رئیس المفسدین عبداللہ بن سبا: یہ سنا سنا کر فخر کریں کہ ہم دونوں عبداللہ خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں قادیانیوں کو قرآنی لفظ ربوہ کے غلط استعمال اور مسعودیوں کو جماعت المسلمین کے غلط استعمال پر فخر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ شرم کرنا چاہیئے۔ آپ اس پر خوش نہ ہوں کہ ہم ہی ایسا فریب کر پائے ہیں آپ سے پہلے بھی ایسے فریبی ہو گزرے ہیں جو قرآن حدیث کا اس طرح غلط استعمال کرتے تھے چنانچہ ایک **نعیم** نامی شخص نے دعوی نبوت کر دیا اور بڑے زور شور سے کہنے لگا کہ مسلمانو مجھ پر ایمان لے آؤ ورنہ قیامت کو سخت باز پرس ہوگی۔ مسلمانوں نے پوچھا تم ہو کون؟ پتہ تو چلے اس نے جھٹ آیت پڑھ دی ﴿**ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ**﴾ ایک دوسرا **امین** نامی شخص کھڑا ہوا اور رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا کسی نے پوچھا اجی حضرت آپ کون؟ کہاں سے آ ٹپکے اس نے فوراً کہا کیا قرآن میں نہیں ﴿**اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ**﴾ بالکل اسی طرح اس بدعتی نے اپنے مسعودی فرقہ کا نام جماعت المسلمین رکھ دیا اور اس مثال کو پورا کر دکھایا۔

برعکس نہند نام زنگی کا فور۔اس بدعتی فرقہ کی عمر تو قادیانیوں کے ربوہ سے بھی چھوٹی ہے بہر حال دین میں نیا کام نکالنا عندالرسول مردود ہے اور ان میں سے ہی ایک یہ فرقہ مسعودی بھی ہے۔

سوال: کیا ایک درہم سے کم نجاست غلیظہ اگر کپڑے پر یا بدن پر لگ جائے تو اس کو دھوئے بغیر نماز ہو جائے گی۔

الجواب: نجاست غلیظہ اگر ایک درہم سے کم لگی ہو بدن یا کپڑے پر تو نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے۔(طحطاوی شرح مراقی الفلاح ص ۹۰) اس مسئلہ میں حنفیہ کے خلاف لامذہب بہت پروپیگنڈہ کرتے ہیں اس لیے یہاں دونوں مذاہب بیان کئے جائیں گے تاکہ بضدھا تتبین الاشیاء کے موافق بات صاف ہو جائے۔

۱۔ دم مسفوح بہتا ہوا رگوں کا خون غیر مقلدین کے مذہب میں سوائے حیض کے خون کے باقی ہر انسان حیوان کا خون پاک ہے۔

(بدورالاہلہ ص ۲۱ نواب صدیق الحسن خان غیر مقلد)

اس لیے احناف کے ہاں انسان یا کتے یا خنزیر کا خون ایک درہم سے زائد لگا ہو تو نماز نہیں ہوگی ایک درہم ہو تو نماز جائز مگر مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور ایک درہم سے کم ہو تو بھی نماز جائز مگر مکروہ تنزیہی ہوگی اور لامذہبوں کے نزدیک پورا چھ فٹ جسم بھی خون۔قے۔شراب (الخمر الحقیقی) منی۔گوبر بچوں کے پیشاب سے بھرا ہوا ہو پھر بھی پاک ہے اور نماز بلا کراہت جائز تو ان کا فرض ہے۔اس چھ فٹ کا ثبوت پہلے دیں پھر ایک درہم سے کم کا سوال کریں۔رہا انسان کا پیشاب پاخانہ تو اس سے بھی پاک ہونا ان کے ہاں شرط نہیں نواب صدیق الحسن خان لکھتے ہیں۔ پس مصلی

بانجاست بدن آثم است ونمازش باطل نیست (بدورالاملہ ص ۳۹)اورنواب میر نور الحسن صاحب لکھتے ہیں ہر کہ درجامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد (عرف الجادی ص ۲۲)اگر مسعودی فرقہ والا کہے کہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں یہ تو غیر مقلدوں کا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ تم بھی ائمہ کی تقلید سے خارج ہو نیز جس طرح حنفیہ کے درہم والے مسئلے پر تمہارے امام نے اعتراض کیا ہے غیر مقلدوں کے اس مسئلے پر اعتراض نہیں کیا تو گویا اس کو مسلم ہے ورنہ وجہ فرق بتاؤ کہ کسی حدیث میں آیا ہے کہ احناف پر تو ایک درہم کا بھی اعتراض کرو لیکن غیر مقلدوں کا پورا جسم بھی نجس ہو تو اسے معاف کردو۔ ہاں احناف کے مسلک پر اعتراض کرنا محض ان کے مسئلہ کی حقیقت سے جہالت پر مبنی ہے۔

حدیث اول

عن عائشة ان رسول اللہﷺ قال اذا ذهب احدكم الى الغائط فليستطيب بثلاثة احجار تجزى عنه رواه ابوداؤد والنسائي واحمد والدارقطني وقال صحيح حسن.

(نیل الاوطار، ص ۸۸ ج ۱)

حدیث دوم

عن ابی ایوب الانصاریؓ قال قال رسول اللہﷺ اذا تغوط احدكم فليتمسح بثلاثة احجار فان ذالک كافية.

(رواہ الطبرانی نصب الرایہ ص ۲۱۵ ج ۱)

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اگر پاخانہ کے بعد صرف تین ڈھیلوں

سے پاخانہ کے مقام کو پونچھ لیا جائے تو یہ جائز اور کافی ہے اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور سلف اور اہل فتویٰ کا اجماع ہے کہ ڈھیلوں کے استعمال کے بعد پانی سے استنجاء کرنا صرف افضل ہے (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۷۲۰ ج ۱) اور ظاہر اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ڈھیلوں سے وہ مقام پاک نہیں ہوتا بلکہ نجاست اتنے مقام پر خشک ہو جاتی ہے ان دونوں احادیث اور امت کے اجماع سے کہ پانی سے استنجاء صرف افضل ہے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ قلیل نجاست معاف ہے دوسرے یہ کہ قلیل اور کثیر میں حد فاصل وہ مقام ہے۔ امام محمدؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے انہوں نے امام حماد سے انہوں نے امام ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ اگر خون یا پیشاب وغیرہ ایک درہم کی مقدار میں لگ جائے تو نماز دوبارہ پڑھو اور اگر درہم سے کم ہو تو نماز جاری رہنے دو (کتاب الآثار ص ۲۸) امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ اصل بات تو یہی ہے کہ جتنا مقام استنجاء کا ہے اتنا صاف ہے لیکن لوگ (صحابہؓ تابعینؒ) بار بار اس مقام کا نام لینا پسند نہیں کرتے تھے اس کی وضاحت درہم سے کر دیتے تھے۔ (بدائع الصنائع ص ۸۰ ج ۱) اس سے معلوم ہوا کہ نفس مسئلہ میں تو اتفاق ہے صرف قدر درہم کی تعبیر مسعودی فرقہ کو پسند نہیں یاد رہے یہ تعبیر بھی امام ابوحنیفہؒ کی اپنی ایجاد نہیں بلکہ انہوں نے جلیل القدر تابعی امام ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی ہے اور ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ یہ تعبیر عام رائج ہے لیکن پھر بھی ہمیں ضد نہیں اگر مسعودی فرقہ درہم کا نام لینا نہیں چاہتا تو ہم ان کو مجبور نہیں کرتے وہ درہم کی بجائے موضع استنجاء کا نام لے دیا کریں بلکہ مسئلہ سمجھانے کے لیے اگر وہ مقام ننگا کر کے دکھلا بھی دیا کریں کہ اتنی مقدار معاف ہے تو پھر بھی ہم مسعودی فرقہ کو معاف کر دیں گے۔

نوٹ: امام زہری نے بطریق ابوسلمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث روایت کی ہے کہ

آنخضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ **تعاد الصلوٰۃ من قدر الدرھم من الدم** یعنی ایک درہم کی مقدار خون لگا ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھا جائے گا۔

اور ایک روایت میں آپؐ نے فرمایا اگر کپڑے میں ایک درہم کے برابر خون لگا ہوا ہو تو کپڑے کو دھویا جائے اور نماز دوبارہ پڑھی جائے (سنن الدار قطنی ص ۱۵۴ ج ۱) یہ حدیث امام زہری سے دو سندوں سے مروی ہے۔

۱۔ روح بن غطیف عن الزہری۔

۲۔ نوح بن ابی مریم عن یزید الہاشمی عن الزھری (موضوعات ابن جوزی) اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوع قرار دیا ہے اور دلیل یہ بیان کی ہے کہ اس کا راوی نوح کذاب ہے اسی کو محمد طاہر فتنی نے تذکرۃ الموضوعات ص ۳۳ پر درج کیا ہے اس کو موضوع کہنے کے لیے زیادہ زور ابن حبان نے دیا ہے دلیل یہ دی ہے کہ اس کا راوی روح بن غطیف جھوٹی حدیثیں بناتا تھا یہ اس کا دعویٰ ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اس نے یہ درہم والی جھوٹی حدیث بنائی ہے جب یہ پوچھا گیا کہ اس کے جھوٹی ہونے کی کیا دلیل ہے تو فرماتے ہیں کہ روح بن غطیف کے دو شاگرد ہیں ایک قاسم بن مالک المزنی ہے دوسرا نصر بن حماد ہے پہلے کی روایت کے یہ الفاظ ہیں **تعاد الصلوٰۃ من قدر الدرھم من الدم** دوسرے کے الفاظ یہ ہیں **لا یعاد المریض الا بعد ثلاث** (میزان الاعتدال ص ۶۰ ج ۲) بتائیے اس دلیل میں کچھ بھی وزن ہے کیا ایک سند سے دو حدیثیں روایت نہیں کی جا سکتیں بالفرض ایک ہی اگر حدیث ہوتی تو بھی قاسم بن مالک کی روایت قابل قبول ہوتی کہ وہ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ کا راوی اور حسن الحدیث ہے (میزان الاعتدال ص ۳۷۸ ج ۲) اور اسی سند کا شاہد بھی نوح بن ابی مریم سے موجود ہے اور نصر بن حماد صرف ابن ماجہ کا راوی ہے اور ضعیف ہے

(میزان الاعتدال ص ۵۰ ج ۴) دوسری سند کا راوی نوح الجامع امام ابو حنیفہؒ کا خصوصی شاگرد ہے یہ آپ کی فقہ کے جامع ہیں یہ امام صاحبؒ کے زمانہ میں ہی قاضی ہو گئے تھے امام صاحبؒ ان کو ہدایات دیتے رہتے تھے۔ (کتاب الوصیة) جس سے ظاہر ہے کہ امام صاحبؒ کو ان پر اعتماد تھا ان کے اعتماد کے بعد بعض متعصب لوگوں کی جرح جو محض تعصب پر مبنی ہو کوئی وقعت نہیں رکھتی اور امام صاحب کے علاوہ امیر المومنین فی الحدیث امام شعبہ بن الحجاج بھی ان سے حدیث روایت کرتے تھے حالانکہ شعبہ ثقہ راوی کے علاوہ کسی سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے اور ابن عدی کہتے ہیں وھو مع یکتب حدیثه (تھذیب التھذیب ص ۴۸۸ ج ۱۰) اس لیے یہ حدیث موضوع نہیں دونوں سندیں مل کر اور پھر علماء کے فتویٰ کی تائید سے قابل احتجاج ہونے میں شبہ نہیں بہر حال احناف کا یہ مسئلہ حدیث و اجماع سے ماخوذ ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

سوال: کیا آنحضرت ﷺ گردن کا مسح پشت کف سے کرتے تھے؟

الجواب: فرمان رسول ﷺ

عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ قال من توضأ ومسح بیدیه علیٰ عنقه وقی الغل یوم القیامة رواه ابو الحسن بن فارس باسناده وقال معذ الحدیث انشأ اللّٰہ حدیث صحیح (تلخیص الحبیر ابن حجر ص ۹۳ ج ۱) وعن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ قال من توضاو مسح علیٰ عنقه وقی الغل یوم القیامة رواه الدیلمی بسد ضعیف .

(اتحاف سادة المتقین شرح احیاء علوم الدین ص ۳۶۵ ج ۲)

عمل رسول:

۱۔ حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے گردن کا مسح فرمایا۔(مجمع الزوائد ص۹۴ ر ج۱)

۲۔ طلحہ بن مصرف اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے گردن کا مسح کیا۔
(ابوداؤد)

۳۔ عمرو بن کعب اپنے باپ دادا سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے گردن کا مسح فرمایا۔راوہ ابوالسکن۔ (زجاجۃ المصابیح ص۱۰۱ ج۱)

موقوف حدیث:

حضرت طلحہ بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے سر کے ساتھ گدّی کا مسح کیا قیامت کے دن اس کی گردن طوق سے بچائی جائے گی۔رواہ ابوعبید
(زجاجۃ المصابیح ص۱۰۱ ج۱)

یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے مگر ایسی بات میں رائے کا کوئی دخل نہیں اس لیے ایسی موقوف حدیث محدثین کے نزدیک مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے یہ چھ احادیث گردن کے مسح کے بارہ میں ہیں جن میں سے بعض سندیں تو حسن لذاتہ ہیں اور بعض حسن لغیرہ اور محدثین کا اصول ہے کہ فضائل اعمال اور استحباب کے ثبوت کے لئے تو ضعیف حدیث بھی دلیل بن جاتی ہے۔اب ہم مسعودی فرقے کو مع ان کے امام کے چیلنج کرتے ہیں کہ وہ صرف ایک صریح حدیث پیش کردیں کہ آنحضرت ﷺ نے گردن کے مسح کو کف پشت سے منع فرمایا ہو اگر وہ حدیث صحیح پیش نہ کرسکے تو حسن درجہ کی حدیث ہی پیش کردے اور اگر یہ بھی ہمت نہ ہو تو ایک ضعیف حدیث ہی پیش کر

دے لیکن ساری مسعودی پارٹی قیامت تک ان چھ کے مقابلہ میں ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکے گی۔

رہا پشت کف کا ذکر تو ان احادیث میں صراحۃً تو نہیں ہاں ان احادیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ آپ مسح ہاتھوں سے کرتے تھے۔

۲۔ مسح سر کے ساتھ کرتے تھے اب سر کا مسح شروع ہوا تو ہتھیلیاں مستعمل ہیں تو اس سے مسح گردن کر لیا ہاں اگر مسعودی فرقہ اپنے امام سمیت کسی حدیث سے اس کف پشت سے مسح کا منع ہونا ثابت کر دے تو ہم چھوڑ دیں گے ہاں وہ حدیث سے یہ بھی دکھائے کہ پھر گردن کا مسح پاؤں سے کیا جائے یا کس سے۔

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین منسوخ فرما دیا تھا۔

جواب: مسئلہ رفع الیدین میں مسعودی فرقہ نے بہت غلو سے کام لیا ہے حتیٰ کہ اس فرقہ کے پیشوا نے اس مسئلہ پر اپنی کتاب صلوٰۃ المسلمین میں تقریباً ۷۸ صفحات لکھے ہیں لیکن کتمانِ حق کا یہ عالم ہے کہ اپنا موضوع تک پورا نہیں لکھا۔

تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ دین اسلام کامل ہے اس لئے مسئلہ کا موضوع وہی ہے جو مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو۔ اہل السنّت والجماعت کے ہاں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین سنت ہے اس کے بعد ساری نماز میں کسی جگہ رفع یدین سنت نہیں؟ اس سے سننے والے کو پوری بات سمجھ آ گئی کہ پہلی تکبیر کے بعد کسی بھی جگہ رکوع جاتے رکوع سے اٹھتے سجدوں میں جاتے۔ سجدوں سے اٹھتے ۔ دوسری۔ تیسری۔ چوتھی رکعت کے شروع میں کسی جگہ رفع یدین سنت نہیں دیکھئے مسئلہ پوچھنے

والے کو رفع یدین کے متعلق پوری نماز کا مسئلہ معلوم ہو گیا اس کے برعکس مسعودی فرقہ کا عمل یہ ہے۔

(ا) پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین لازمی سنت ہے اور سجدوں کو جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا بالکل ممنوع یا منسوخ ہے یہ ہے ان کا عمل مگر یہ فرقہ اتنا بزدل ہے اور انہیں اپنا موقف اتنا کمزور معلوم ہوتا ہے کہ یہ موضوع لکھنے سے بھی ڈرتے ہیں۔

نوٹ: مسعودی فرقہ کے پاس اپنے اس مکمل مسئلہ کے لیے ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث موجود نہیں ہے۔

مگر مسعودی فرقے کا بانی لکھتا ہے کہ اس رفع یدین کے مکمل مسئلہ کو پچاس صحابہ نے روایت کیا ہے (صلوٰۃ المسلمین ص ۴۳۰) لیکن بقول امام مسعودی فرقہ امام بیہقیؒ کو صرف تیس صحابہ کا نام ملا ہے (ص ۴۳۲) معلوم ہوا بیہقیؒ کا علم حدیث عراقی سے بہت کم تھا۔ اور امام بخاری نے مجہول کے صیغہ سے بغیر سند کے صرف ۱۷ اصحابہ کا نام لیا ہے (ص ۴۲۶) گویا امام بخاریؒ کا علم حدیث امام بیہقیؒ سے بھی کم رہا۔

نوٹ: امام بخاریؒ کے جس رسالہ جزء رفع یدین کے حوالے مسعودی فرقہ کا امام لکھتا ہے اس کا کوئی پختہ ثبوت امام بخاری تک نہیں اس کا بیان کرنے والا محمود بن اسحاق الخزاعی ہے جس کا ترجمہ نہ تقریب میں ہے نہ تہذیب التہذیب میں نہ تذکرۃ الحفاظ میں نہ میزان الاعتدال میں۔

صحیح بخاری میں امام بخاریؒ صرف دو صحابہ سے حدیث لائے ہیں ایک حضرت ابن عمرؓ سے جس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے اور دوسری حضرت مالک

بن الحویرثؓ سے جس کا متن بخاری میں ناتمام ہے نسائی میں مکمل ہے اس مکمل متن کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں خود آپس میں متعارض ہیں کیونکہ حدیث ابن عمرؓ میں ہے کہ حضورؐ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت مالک بن الحویرث کی حدیث میں ہے کہ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے (نسائی۔احمد) دونوں حدیثوں میں سے کسی حدیث میں بھی نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین سے منع فرمایا تھا حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث میں تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا ذکر بھی نہیں ہے کاش مسعودی فرقہ کا امام پہلے ان ہی حدیثوں کو مکمل نقل کر کے ان کا تعارض رفع کرتا۔ جب ان دو کا تعارض بھی رفع نہ کر سکا تو عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے پچاس۔ انیس۔ سترہ صحابہ کا نام لینا محض دھوکا دینا ہے۔

نیت نماز

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ نماز کی نیت زبان سے کرتے تھے؟

الجواب: آنحضرت ﷺ سے کسی حدیث میں نہ یہ ملتا ہے کہ زبان سے نیت کرتے تھے نہ یہ ملتا ہے کہ زبان سے نیت کرنے کو منع فرماتے تھے تو جس مسئلہ کا ذکر احادیث میں نہ ہو حدیث مشہور حدیث معاذؓ کے موافق اس مسئلہ کا فیصلہ مجتہد سے لیا جائے گا اگر مجتہدین نے کسی فیصلے پر اتفاق کر لیا تو وہ اجماعی مسئلہ ہوگا اگر ان میں اختلاف ہو گیا تو فقہ حنفی کا مفتی بہ قول عمل میں اختیار کیا جائے گا۔

(۱) نیت شرائط نماز میں سے ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں انما الاعمال

بالنیات اور نیت اصل میں دلی پختہ ارادے کا نام ہے۔(بدائع الصنائع ص ۱۲۷/ج۱)

اب سوال یہ ہے کہ نمازی تین قسم کے ہیں۔منفرد۔امام۔مقتدی اور نمازیں بھی مختلف قسم ہیں۔نفل۔سنت۔فرض۔واجب۔آپ کا اگر خیال ہے کہ سب مسائل صراحۃً حدیث سے ثابت ہیں تو فرمائیے۔

۱۔ کیا رسول پاک ﷺ نفل۔سنت واجب۔فرض کی نیت دل میں کرتے تھے یا ان میں امتیاز کے لیے طریقہ اختیار کرتے تھے جواب حدیث صریح صحیح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

۲۔ کیا آنحضرت ﷺ دل میں فجر۔عصر۔مغرب۔عشاء کے فرائض کی نیت کرتے تھے تو حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں۔

۳۔ اکیلا آدمی مثلاً عصر کے فرض ادا کرنا چاہتا ہے وہ دل میں کس کس چیز کی نیت کرے جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں۔

۴۔ مقتدی عصر کی نماز باجماعت پڑھتا ہے وہ دل میں رکعات۔فرض عصر اقتداء قبلہ وغیرہ کس کس چیز کی نیت کرے جواب حدیث سے دیں۔

۵۔ امام عشاء کی نماز کی جماعت کرا رہا ہے عورتیں بھی شامل جماعت ہیں اس کو صحیح حدیث سے بتائیں کہ دل میں کس کس چیز کی نیت کرے جواب حدیث سے دیں۔

۶۔ نماز جنازہ میں دل میں کس کس چیز کی نیت آنحضرت ﷺ کیا کرتے تھے جواب صحیح حدیث سے دیں۔

۷۔ آنحضرتؐ نے یوم خندق میں جو چار نمازیں ظہر۔عصر۔مغرب عشاء قضا کی تھیں ان میں علیحدہ کیا کیا نیت کی تھی حدیث صحیح پیش کریں۔

۸۔ دل میں نیت کس وقت کرنی چاہیے تحریمہ سے پہلے یا بعد اور کب تک دل کی

نیت ضروری ہے سلام تک یا کیا؟ جواب حدیث صحیح سے دیں۔

۹۔ آنحضرت ﷺ سجدہ تلاوت کے وقت دل میں کیا نیت کیا کرتے تھے صحیح حدیث بیان فرمائیں۔

۱۰۔ ایک شخص نماز سے فارغ ہوا دوسرے نے پوچھا کیا پڑھا ہے وہ سوچنے لگا نماز اس کی صحیح ہے یا غلط جواب صحیح حدیث سے دیں۔

زبان سے نیت کی تفصیل:

(۱) اگر کوئی شخص صرف زبان سے نیت کرے دل میں نیت نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی کیونکہ انما الاعمال بالنیات کے موافق دل کی نیت اصل تھی جب وہ نہ پائی گئی تو نماز نہ ہوئی یہ زبانی نیت اصل نیت کی رافع ہے اس لیے بدعت سیئہ ہے۔

(ب) ولاعبرة للذکر باللسان فان فعله لتجتمع عزیمة قلبه فهو حسن کذافی الکافی ومن عجز عن احضار القلب یکفیه اللسان کذافی الزاهدی عالمگیری (ص ۶۵ ج ۱) زبان کی محض نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہاں اگر دل کے ارادہ کی مضبوطی کے لیے زبان سے نیت کرے تو بہتر ہے (عالمگیری) احبہ السلف سلف نے اس کو پسند فرمایا ہے (درمختار ص ۲۷۹ ج ۱) کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہے اور یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ اس کو مشائخ نے مستحسن قرار دیا ہے تا کہ دل کی نیت مضبوط ہو اور دل کے وسواس دفع ہوں۔ (شرح نقایہ ص ۶۷ ج ۱ ملا علی القاریؒ)

اگر ان مسائل کے خلاف آپ کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر

دیں تو ان مسائل کو ترک کر دیں گے۔

مرد اور عورت کی نماز کا فرق

کیا آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینے کے اوپر۔

کیا آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ مرد تشہد میں الٹے پاؤں پر بیٹھیں اور عورتیں بطور تورک الٹے کولہے پر۔

الجواب: جواب سے قبل دو تین باتیں تمہیداً سمجھ لیں تا کہ فہم مراد میں آسانی ہو۔

ا۔ کتاب وسنت میں تمام جزئی مسائل تصریحاً نہیں ہوتے بعض تعلیلاً مثال قران پاک میں ہے کہ حیض والی عورت کے بارہ میں سوال ہوا اس کا جواب تو اتنا ہی تھا کہ ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاء...﴾ عورتوں سے دور رہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب سے پہلے ایک علت بیان فرمادی ﴿قُلْ هُوَ اَذیً...﴾ کہہ دیجئے وہ ناپاکی ہے اس میں ایک قاعدہ بتا دیا کہ حائضہ سے صحبت منع ہونے کی وجہ ناپاکی ہے اب اسی علت سے نفاس کا حکم بھی معلوم ہو گیا کیونکہ ناپاکی کی علت وہاں بھی پائی گئی اور اسی علت کی بناء پر نفاس کے تمام مسائل کو حیض کے مسائل پر قیاس کر لیا گیا مثلاً نفاس والی عورت مسجد میں داخل نہ ہو قرآن کو ہاتھ نہ لگائے قرآن پاک کی تلاوت نہ کرے نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے مرد سے ہمبستر نہ ہو وغیرہ اگر آپ قیاس کو نہ مانیں تو نفاس والی عورت کے لیے قرآن پڑھنے۔ نماز۔ روزہ۔ صحبت وغیرہ کے بارہ میں حضورؐ کا ایک ایک صریح حکم سنا دیں۔

۲۔ بالکل اسی طرح عورت کی نماز کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے دو قاعدے ارشاد فرمادیئے۔

عن یزید بن ابی حبیب انہ ﷺ مر علیٰ امرأتین تصلیان فقال اذاسجد تمافضما بعض اللحم الی الارض فان المرأۃ فی ذالک لیست کا لرجل.

(رواہ ابوداؤد فی مراسیلہ ص ۸)

رسول اقدس ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپؐ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنا گوشت (جسم) زمین کے ساتھ چمٹا دو کیوں کہ عورت اس (نماز) میں مرد کی مثل نہیں۔

دیکھیے حضرتؐ نے قاعدہ بتا دیا کہ عورت کی نماز مرد کی طرح نہیں۔لیکن آپ نے حضرتؐ کے اس حکم کو نہیں مانا۔

۳۔ **عن ابن عمرؓ مرفوعاً اذا جلست المراء ۃ فی الصلوٰۃ وضعت فخذھا علی فخذھا الاخریٰ فاذا سجدت الصقت بطنھا علیٰ فخذھا کاستر مایکون فان ا للہ تعالیٰ ینظر الیھا ویقول یاملائکتی انی قدغفرت لھا۔**

(رواہ ابن عدی والبیہقی)(کنزالعمال ص ۱۷۱ ج ۴)

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھے پھر جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنے

رانوں پر رکھے اور جتنا زیادہ ستر (پردہ پوشی) ہو سکے کرے اللہ تعالیٰ
فرشتوں کو فرماتے ہیں گواہ رہو میں نے اس عورت کو بخش دیا۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے دوسرا قاعدہ ارشاد فرمادیا کہ عورت کی نماز کے مسائل میں سب سے زیادہ اہمیت ستر کی ہے اس لیے جس حالت میں ستر زیادہ ہو گا وہی نماز عورت کی خدا کو زیادہ محبوب ہو گی اور ذریعہ مغفرت بنے گی۔

۴۔ چنانچہ مرد کے لیے فرض نماز مسجد میں پڑھنا ضروری ہے عورت کے لیے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ ثواب ہے۔ (بوجہ ستر)

۵۔ نماز باجماعت میں مرد کے لیے اول صف افضل ہے عورت کے لیے آخر صف افضل ہے۔ (بوجہ ستر)

۶۔ نماز باجماعت میں امام کا وسط صف میں کھڑا ہونا بالاتفاق مکروہ ہے لیکن عورت وسط صف میں ہی کھڑی ہو۔ (بوجہ ستر)

۷۔ آپ کے مرد ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور عورتیں ننگے سر نماز نہیں پڑھتیں۔

۸۔ آپ کے مرد ٹخنے اور آدھی پنڈلیاں ننگی کر کے نماز پڑھتے ہیں جب کہ عورتیں پنڈلیاں اور ٹخنے ڈھانپ کر نماز پڑھتی ہیں۔

بہر حال یہ شریعت مقدسہ کا کلیہ قاعدہ ہے کہ عورت نماز اس طرح ادا کرے جس میں ستر کا زیادہ سے زیادہ اہتمام ہو۔

۹۔ آنحضرت ﷺ تکبیر تحریمہ میں دو طرح ہاتھ اٹھاتے رہے کبھی کانوں تک کبھی کندھوں تک پھر آپؐ نے آخری عمر میں حضرت وائل کو جب نماز سکھائی تو حکم دیا کہ تم اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت سینے تک (اس حالت میں ہاتھوں کی انگلیاں کندھوں تک پہنچ جاتی ہیں) رواہ الطبرانی۔ اب دیکھئے آنحضرتؐ نے خود بوجہ

ستر عورت مرد کی نماز میں فرق کر دیا۔

۱۰۔ ابو حنیفه عن نافع عن ابن عمرؓ انه سئل کیف کان النساء یصلین علیٰ عهد رسول الله ﷺ قال کن یتربعن ثم امرن ان یحتفزن. (جامع المسانید ص۴۰۰ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ عورتیں عہد رسالت میں نماز کیسے پڑھتی تھیں فرمایا چار زانو بیٹھتی تھیں پھر انہیں حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر بیٹھیں۔

اب دیکھئے حدیث میں دو طرح بیٹھنا آتا تھا، ایک پاؤں کھڑا کر کے دوسرا بچھا کر بیٹھنا۔ اور سمٹ کر سرین پر بیٹھنا جسے تورک کہتے ہیں۔

۱۔ عہد رسالت میں بوجہ ستر عورت کو نماز میں تورک کی طرح بیٹھنے کا حکم دے دیا گیا جب کہ مرد پہلے طریقے پر ہی بیٹھتے رہے۔

(۱۱) عن علیؓ قال اذا سجدت المرأة فلتحتفز و التضم فخذيها. (رواہ ابن ابی شیبہ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اس کو سمٹ کر سجدہ کرنا چاہئے اور سارے جسم کو ملا کر سجدہ کرنا چاہیئے۔

دیکھئے اس طرح سجدہ کرنا مرد کے لیے بالاتفاق مکروہ ہے مگر عورت کے ستر کا اہتمام اسی میں زاید تھا اس لیے یہ حکم دیا گیا۔

۱۲۔ اسی طرح ائمہ اربع کا اجماع اس پر ہے کہ عورت سینے پر ہاتھ باندھے (فقہ علیٰ مذاہب اربعہ درمختار ص۳۲۷ ج۱ عالمگیری ص۷۳ ج۱) اور اس اجماع کی بنیاد وہی قاعدہ ہے جو حدیث میں آ گیا لانـه استر لهـا (شرح نقایہ ص۷۲ ج۱) کہ اس میں

ستر کازیادہ اہتمام ہے۔

اوردوسری حدیث حضرت علیؓ سے یہ تھی **من السنة وضع الکف علی الکف تحت السرة** (احمد) نماز کا سنت طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں۔اس سنت پر بھی عمل جاری رہا دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق صریح حدیث سے نہیں حدیث میں مذکور قاعدہ ستر کے مطابق بیان کردی گئی آپ کسی صحیح حدیث سے جو صریح ہو ان دونوں قسم کی احادیث پر عمل کرنے کا طریقہ بتادیں تو ہم یقیناً صریح کو علت پر ترجیح دیں گے اگر آپ صریح حدیث تطبیق کی پیش نہ کرسکیں تو مجتہد نے حدیث کی بیان کردہ علت کو سامنے رکھ کر دونوں قسم کی احادیث پر عمل کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے اسے کیوں چھوڑا جائے۔

نوٹ: اگر آپ ان دونوں قسم کی احادیث سے ایک کو صحیح دوسری کو ضعیف قرار دیں تو ان کا صحیح یا ضعیف ہونا حدیث صحیح صریح سے ثابت کریں کیونکہ آپ کے نزدیک امتی کا قول شرعی دلیل نہیں ہم امتیوں کے اجماع اور مجتہد کے ارشاد کو دلیل سمجھتے ہیں اس لیے مجتہد کی تطبیق کے مقابلہ میں کسی غیر مجتہد کی بات نہیں مانتے اور خیرالقرون کے مجتہد کے مقابلہ میں مابعد خیرالقرون کے کسی آدمی کی بات تسلیم نہیں کرتے کیونکہ خیر القرون کی خیریت منصوص بالا احادیث ہے۔

ائمہ اربعہ کی تقلید

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ نے ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کا حکم دیا ہے؟

جواب: کتنا غلط سوال ہے سوال صحیح یوں ہے کہ دلائل اربعہ شرعیہ میں سے کسی دلیل سے ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم بتائیں۔ فرقہ مسعودی کے پیشوا نے یہ جاہلانہ سوال کہاں سے لیا پہلے یہ ہی سمجھنے کی بات ہے روافض کا بنیادی عقیدہ ہے کہ امام منصوص من اللہ ہوتا ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام منصوص من اللہ ہوتے ہیں اس پر اہل السنّت والجماعت کا ان پر سوال ہے کہ جس طرح قرآن وحدیث میں انبیاؑ کے اسماء گرامی اور ساتھ ان کے منصبِ رسالت ونبوّت کی صراحت ہے اسی طرح آپ اپنے بارہ اماموں جن کو منصوص من اللہ سمجھتے ہو کے نام مع منصب قرآن وحدیث میں دکھائیں اور اہل السنّت والجماعت کا یہ سوال بالکل صحیح تھا کیونکہ ان کے دعویٰ کے موافق تھا لیکن رافضی اپنے دعویٰ کے موافق دلیل پیش کرنے سے سو فیصد عاجز ہیں اور تا قیامت عاجز رہیں گے انشاء اللہ العزیز اب انہوں نے لاجواب ہوکر اپنی شرمندگی اتارنے کے لیے یہ سوال کرنا شروع کر دیا کہ تم ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم قرآن حدیث میں دکھاؤ جو بالکل غلط سوال تھا کیوں کہ اہلسنت والجماعت کا دعویٰ ائمہ اربعہ کے بارہ میں شیعہ کی طرح منصوص من اللہ ہونے کا نہیں ہے چنانچہ اہل السنّت والجماعت نے ان سے کہا کہ تمہارا یہ سوال جھوٹ پر مبنی ہے پہلے ہماری معتبر کتابوں سے ہمارا یہ عقیدہ دکھاؤ کہ ائمہ اربعہ منصوص من اللہ ہیں لیکن وہ یہ جھوٹ اور بہتان ثابت نہ کر سکے ان کے اس سوال کو ہمارے دعویٰ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

ا۔ چونکہ مسعودی فرقے کا بانی بھی رافضیوں کی طرح آئمہ کے بارہ میں منصوص من اللہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اسی لیے اس نے نص کا مطالبہ کیا ہے اس لیے ہم اس کو وہی جواب دیتے ہیں کہ ہماری معتبر کتابوں سے پہلے ائمہ اربعہ کے منصوص

من اللہ ہونے کا عقیدہ دکھائیں ورنہ جھوٹ اور بہتان سے شرمائیں وہ بھی جو چوری کر کے سوال کیا ہے جھوٹ کے ساتھ چوری کا گناہ بھی سر لیا۔ ہاں تمارا عقیدہ چونکہ یہ ہے کہ امام منصوص من اللہ ہوتا ہے جیسے کہ اس سوال سے ظاہر ہے اس لیے مسعودی فرقہ کا فرض ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کا ایسا حکم دکھائیں کہ پندرھویں صدی میں مسعود احمد گورنمنٹ ملازم کو امام ماننا فرض ہوگا۔ دیدہ باید۔

۲۔ نیز آپ جن کو امام مانتے ہیں امام عبداللہ بن مبارک۔ امام شافعی۔ امام دارقطنی۔ امام بیہقی۔ امام احمد بن حنبل۔ امام یحیٰی بن آدم۔ امام ابوحاتم امام حاکم (دیکھو صلوٰۃ المسلمین ص۲۹۹) ان کو امام ماننے کا حکم رسول پاکؐ نے کس حدیث میں دیا ہے۔

۳۔ اگر تقلید کے انکار کی یہی دلیل ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم حضورؐ نے نہیں دیا تو فرمایئے آج قرآن پاک سات متواتر قرأتوں پر پڑھا جارہا ہے آپ ان قاریوں کے نام اور ان کی قرأتوں کے موافق قرآن پڑھنے کا حکم کسی حدیث صحیح صریح میں دکھائیں۔

۴۔ اگر آپ کے پاس اپنے فرقہ کی کوئی آٹھویں قرأت ہو تو اس کی متواتر سند پیش فرمائیں۔ یا قرآن کی تلاوت کا بھی اسی اصول پر انکار کردیں۔

۵۔ اگر تقلید کے انکار کی یہی وجہ ہے کہ آئمہ اربعہ کا نام حدیث میں نہیں آیا تو ذرا بخاری مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ ان چھ کتابوں اور ان کے مؤلفین کے اسمائے گرامی اور ان کا صحاح ستہ ہونا حدیث صحیح سے دکھائیں ورنہ اپنے اصول پر ان کو بھی چھوڑدیں۔

۶۔ آپ ہی کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کر دیں کہ آنحضرت ﷺ نے ائمہ اربعہ کی تقلید سے منع فرمایا ہو۔

دور صحابہؓ میں اور تابعین میں تقلید

سوال: امام ابوحنیفہؒ سے پہلے جو مسلم تھے وہ کس کی تقلید کرتے تھے؟

الجواب: ۱۔﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً. فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ (التوبہ۔ع ۱۵)

قرآن پاک کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ جو جہاد کے لیے چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب کو جہاد پر جانا زیبا نہیں کیوں نہ ہر جماعت میں ایک ایک دو دو فقہ حاصل کرو اور فقہ حاصل کرنے کے بعد جب ان لوگوں کے پاس جائیں۔(جنہوں نے فقہ حاصل نہیں کی) تو اپنی قوم کو ڈرائیں شاید کہ وہ ڈر مان لیں۔

اس آیت میں ایک لفظ طائفۃ کا ہے جس کا اطلاق ایک پر بھی ہوتا ہے دو پر بھی اور زیادہ پر بھی **و الطائفة اسم للواحد و الاثنين فصاعداً** (نورالانوارص ۱۷۷) دوسرا لفظ فقہ کا ہے جس کا معنی ہے **الشق و الفتح** (کشاف. شامی) یعنی

پھاڑنا اور کھولنا۔

یعنی ایک مسائل تو وہ ہوتے ہیں جو صراحۃً الفاظ میں ہوتے ہیں دوسرے بہت سے مسائل ان الفاظ کی تہ میں ہوتے ہیں ان احکام کا استنباط اور استخراج کرنا اس۔آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ میں دو جماعتیں تھیں ایک چھوٹی سی جماعت فقہا کی تھی جس میں ہر قوم کے ایک ایک دو دو آدمی شامل تھے یہ فقہ کی تربیت حاصل کرتے تھے اس جماعت کو آنحضرت ﷺ اس طرح ترغیب دیتے من یرد الله به خیراً یفقهه فی الدین . (بخاری)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائیں اس کو فقیہ بناتے ہیں چونکہ اس تفقہ استنباط اور اجتہاد میں خود فقیہ کے فہم کا بھی دخل ہوتا ہے اور فقیہ نبی نہیں نہ ہی معصوم ہے تو آنحضرتؐ ان کی ہمت بندھاتے کہ تم تو ہر حال میں خدا سے اجر پانے والے ہو اگر صواب کو پالیا تو دو اجر ملیں گے اور اگر چوک ہوگئی تو بھی ایک اجر ملے گا (بخاری) پھر گھبرانے کی کیا ضرورت دوسری بڑی جماعت عام صحابہؓ کی تھی جو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ان کی طرح مستقل طور پر حاضر باش نہ تھی۔

آنحضرت ﷺ ان فقہاً صحابہؓ کو اپنی اپنی قوم میں بھیج دیتے ساری قوم والے اپنی قوم کے اس فقیہ سے فقہی مسائل پوچھ پوچھ کر عمل کرتے کسی امتی مجتہد کے فقہی مسائل کو بلا مطالبہ دلیل تسلیم کر کے عمل کر لینا اسی کا نام تقلید ہے۔ان فقہاء صحابہؓ

کے ہزاروں فتاویٰ حدیث کی کتابوں مصنف عبدالرزاق مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں موجود ہیں جن میں صرف مسئلہ ہی ذکر ہے دلیل کا کوئی ذکر نہیں نہ مسئلہ بتانے والے نے دلیل ذکر کی ہے اور نہ ہی مسئلہ پوچھنے والوں نے دلیل کا مطالبہ کیا ہے ان ہزاروں فتاویٰ سے تواتر اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ دور صحابہ میں تقلید بلانکیر جاری تھی ایک بھی غیر مقلد نہ تھا۔ اور تاریخ وسیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ایک قوم میں ایک ہی فقیہ عالم کو بھیجا جاتا تھا اس قوم کے سارے لوگ اس ایک فقیہ سے ہی تمام مسائل پوچھ کر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں صحابہؓ وتابعین ہمہ دریک مرتبہ نہ بودند بلکہ بعضے ایشاں مجتہد بودند وبعضے مقلد قال اللہ تعالیٰ ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ مِنْهُمْ﴾ (قرۃ العینین ص ۲۵۱) یعنی صحابہؓ وتابعین سارے ایک درجہ اور مرتبہ کے نہ تھے بلکہ ان میں سے بعض مجتہد تھے اور بعض مقلد جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں البتہ جان لیں گے ان میں سے وہ لوگ جو استنباط واجتہاد کر سکتے ہیں۔

۳۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا وہاں بہت سے مسائل آپ اجتہاد سے بتاتے تھے اور پورے یمن والے حضرت معاذؓ کی تقلید شخصی کرتے تھے کسی شخص کا نام بھی نہیں بتایا جا سکتا جو غیر مقلد ہو اور اس نے تقلید کے خلاف آواز اٹھائی ہو۔

۴۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی فتویٰ دینے سے پہلے فرمایا کرتے تھے کہ یہ فتویٰ میں اجتہاد و رائے سے دے رہا ہوں (جامع بیان العلم ص ۵۱ ج ۲) لوگ حضرت صدیقؓ کے ان اجتہادی فتاویٰ پر عمل کرتے تھے۔ اسی کو تقلید کہتے ہیں اور دور صدیقی میں ایک بھی غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جاسکتا۔

۵۔ حضرت عمرؓ خود اپنے اجتہاد و رائے سے فتویٰ دیتے (میزان الکبریٰ للشعرانی ص ۴۹ ج ۱) اور اپنے قاضیوں کو بھی یہی حکم بھیجتے کہ اجتہاد سے فیصلے کرو (جامع بیان العلم ص ۵۶ ج ۲) اس دور میں بھی کسی ایک غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جاسکتا۔

۶۔ حضرت عثمانؓ کی تو بیعت ہی اس شرط پر کی گئی کہ آپ سنت العمرین کی تقلید کریں گے۔

(شرح فقہ اکبر ص ۷۹)

۷۔ حضرت علیؓ بھی فرمایا کرتے تھے اجتھد برائی میں اپنی رائے و اجتہاد سے فتویٰ دیتا ہوں۔

(شرح فقہ اکبر ص ۷۹)

چنانچہ خلفائے راشدین کے کئی فتاویٰ مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود ہیں جن میں نہ ان حضرات نے مسئلہ کے ساتھ دلیل بیان فرمائی نہ عمل کرنے والوں نے دلیل کا مطالبہ کیا اسی کا نام تقلید ہے اور جس طرح پورے ۲۳ سالہ دور نبوت میں کسی

ایک غیر مقلد کا نام نہیں ملتا اسی طرح پورے تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں کسی ایک بھی غیر مقلد کا نام کسی حدیث یا تفسیر یا تاریخ کی کتاب میں نہیں ملتا۔

۸۔ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں تقلید تو اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے کیونکہ وہ عوام کو فتوے دیتے (جن میں دلائل کا ذکر نہیں کرتے تھے) اور عوام کو یہ حکم نہیں دیتے تھے کہ خود درجہ اجتہاد تک پہنچیں اور یہ بات ان کے علماء اور عوام کے تواتر سے مثل ضروریات کے ثابت ہے (المستصفیٰ ص ۳۸۵ ج ۲) ضروریات ایسی یقینی باتوں کو کہتے ہیں جن کو خاص عام سب جانتے ہیں۔ جیسے نمازوں کی فرضیت ایسے ہی رمضان کے روزوں کی فرضیت ایسے ہی تواتر سے صحابہؓ کے دور میں تقلید کا ثبوت ہے۔

۹۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد مقتدى ناحية من النوى الخ یعنی پھر صحابہ مختلف شہروں میں پھیل گئے اور ان میں سے ہر ایک! ایک ایک علاقے کا مقتدا بن گیا"۔ یعنی ایک علاقہ کے لوگ ایک ہی صحابی کی تقلید شخصی کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ صحابہ اپنے علاقہ والوں کو استنباط اور رائے سے فتوے دیا کرتے تھے۔

(الانصاف ص ۳)

۱۰۔ مکہ مکرمہ والے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تقلید شخصی کرتے تھے اور آپ کا فتویٰ دینے کا معمول یہ تھا کہ کتاب وسنت کے بعد حضرت ابوبکر و عمرؓ کے اقوال پر فتویٰ دیتے اگر ان کے اقوال سے بھی مسئلہ نہ ملتا تو قال فیہ (دارمی ص ۵۹ ج ۱) مستدرک وقال الحاکم والذهبی (صحیح ص ۳۴۰ ج ۱) السنن الکبریٰ

للبیہقی ص ۱۱۵ ج ۱ جامع بیان العلم ص ۵۷ ج ۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ہزاروں فتاویٰ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں جن میں آپ نے دلیل ذکر کی نہ لوگوں نے دلیل پوچھی۔

۱۱۔ مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کا فتویٰ چلتا تھا اور اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہہ دیا تھا **لا ناخذ بقولک وندع قول زید** (بخاری ص ۲۳۷ ج ۱) **لا نتابعک یا ابن عباس و انت تخالف زیداً** (عمدۃ القاری ص ۲۷۷ ج ۴ نحوہ فتح الباری ص ۴۶۳ ج ۳) آپ جب فتویٰ دیتے تو فرماتے **انما اقول برائی** (جامع بیان العلم ص ۵۸ ج ۲) اس وقت سے لے کر آج تک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تقلید شخصی پر ہی عمل درآمد ہے۔

۱۲۔ بصرہ میں حضرت انسؓ کا فتویٰ چلتا تھا ان کے کئی فتاویٰ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں جن کے ساتھ دلیل مذکور نہیں اور اہل بصرہ بلا مطالبہ دلیل ان فتاویٰ پر عمل کرتے تھے اور ان کی تقلید شخصی کرتے تھے۔

۱۳۔ حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں **لا خلاف بین فقہاء الامصار و سائر اھل السنۃ وھم اھل الفقہ والحدیث فی نفی القیاس فی التوحید واثباتہ فی الاحکام الاداؤد بن علی** (جامع بیان العلم ص ۷۴ ج ۲) یعنی داؤد بن علی ظاہری سے پہلے تمام شہروں میں تمام اہل سنت فقہا اور محدثین میں کبھی اس میں اختلاف نہیں ہوا کہ توحید (عقائد) میں قیاس جائز نہیں اور احکام میں جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین اور پورے خیر القرون میں ایک شخص بھی اس کا منکر نہ تھا اور ایسے مسائل جو مجتہد قیاس شرعی سے ثابت کرے ان کے ماننے کا

نام ہی تقلید ہے تو خیر القرون میں تقلید میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

۱۴۔ دار العلم کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ چلتا تھا آپ ادلہ اربعہ سے فتویٰ دیتے تھے(نسائی ص ۲۶۴)اور اکثر مسائل میں فرماتے اقول فیه برائی (جامع بیان العلم ص ۵۸ ج ۲)یعنی میں رائے سے یہ قول بیان کرتا ہوں۔ آپ کے بہت سے فتاویٰ کتب حدیث میں منقول ہیں آپ اپنے قول کے ساتھ دلیل بیان نہیں فرماتے تھے اور تمام اہل کوفہ بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۱۵۔ علامہ احمدی فرماتے ہیں:

اما الاجماع فهوانه لم تزل العامة فی زمن الصحابة والتابعين قبل المخالفين. يستفتون المجتهدين ويتبعونهم فی الاحكام الشرعية والعلماء منهم يبادرون الیٰ اجابة سوألهم من غير اشارة الى ذكر الدليل ولا ينهونهم عن ذلک من غير نكير فكان اجماعاً علیٰ جواز اتباع العامی للمجتهد مطلقاً.

(الاحکام ص ۱۷۱ ج ۳)

مسئلہ تقلید پر امت کے اجماع کی دلیل یہ ہے کہ زمانہ صحابہ وتابعین سے لے کر مخالفین (داؤد ظاہری وغیرہ) کے ظہور تک لوگ مجتہدین سے مسائل پوچھتے اور احکام شرعیہ میں ان کی تقلید کرتے اور علماء جوابات میں دلیل کا اشارہ تک نہ کرتے اور علماء وعوام کے اس طرز عمل پر کوئی انکار نہ کرتا نہ روکتا پس ثابت ہوا کہ عہد صحابہ تابعین سے ہی اس پر اجماع ہے کہ عامی مجتہد کی تقلید کرے۔

۱۶۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ دمشق میں رہتے تھے جب فتویٰ دیتے تو فرماتے یہ میری رائے ہے (جامع بیان العلم ص ۵۸ ج ۲) ان کے جو فتاویٰ اور اقوال کتب حدیث میں ملتے ہیں ان کے ساتھ دلیل کا کوئی ذکر نہیں لوگ بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ عہد صحابہؓ و تابعین اجتہاد و تقلید کا دور تھا ایک بھی غیر مقلد اس دور میں موجود نہ تھا۔ اگرچہ تابعین کے دور کا حال بھی بعض مندرجہ بالا عبارتوں میں آ گیا ہے تاہم مختصراً مزید پڑھ لیں۔

۱۷۔ شاہ ولی اللہؒ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ **فعند ذلک صار لکل عالم من علماء التابعین مذهب علیٰ حیاله فانتصب فی کل بلد امام** (انصاف ص ۶) تابعین میں سے ہر عالم کا ایک ایک مذہب قرار دیا گیا اور ہر شہر میں ایک ایک صاحب مذہب امام قائم ہو گیا یعنی ہر شہر والے اس اپنے ہی امام کے مذہب پر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۱۸۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں **اذا اختلفت مذاهب الصحابة والتابعین فی مسئلة فالمختار عند کل عالم مذهب اهل بلده** ایضاً ص ۷ یعنی جب صحابہ اور تابعین کے مذاہب میں اختلاف ہوتا تو ہر عالم کے نزدیک اس کے اپنے شہر کا مذہب مختار قرار پاتا اور اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۱۹۔ دور تابعین میں ہزاروں لوگ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ تشریف لاتے۔ خلیفۂ وقت سرکاری طور پر منادی کرواتا کہ **لا یفتی الناس الا احد هذین الامامین.** (عطاءؒ بن ابی رباح و مجاہد) (شذرات الذهب لابن العماد ص ۱۴۸ ج ۱) حضرت عطاءؒ اور حضرت مجاہد کے ہزاروں فتاویٰ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود

ہیں ان اقوال کے ساتھ کوئی دلیل مذکور نہیں سب تابعین اور تبع تابعین بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے نہ کوئی خلیفہ پر اعتراض کرتا کہ ایسی منادی کیوں ہر سال کرائی جاتی ہے نہ حضرت عطاء اور حضرت مجاہد پر کوئی اعتراض کرتا کہ تم اپنے اقوال کے ساتھ دلیل بیان کیوں نہیں کرتے اور نہ ہی ان ہزاروں لوگوں پر کوئی اعتراض کرتا کہ تم بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کیوں کرتے ہو۔

۲۰۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں **فھذا کیف ینکرہ احد مع ان الاستفتاء بین المسلمین من عھد النبی ﷺ ولا فرق بین ان یستفتی ھذا دائماً ویستفتی ھذا حیناً بعد ان یکون مجمعاً علی ماذکرناہ** (عقد الجید ص ۳۹) یعنی اس تقلید کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے جب کہ فتویٰ لینا مسلمانوں میں عہد نبوی ﷺ سے آج تک رائج ہے (اور فتاویٰ میں دلیل کا التزام نہیں کیا جاتا) اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ سارے فتوے ہمیشہ ایک ہی سے لے (جو کہ تقلید شخصی ہے) یا کسی دوسرے سے بھی فتویٰ لے اور یہ فتویٰ لینا اور ان پر عمل کرنا امت میں اجماعاً ثابت ہے۔

۲۱۔ خلیفہ عبدالملک نے عطاء اور زہری سے اپنے زمانے کے ہر شہر کے عالم کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ۔

۱۔ مکہ معظّمہ میں عطاء بن ابی رباح۔ ۲۔ مدینہ میں نافع مولیٰ ابن عمرؓ

۳۔ بصرہ میں حسن بصری ۴۔ کوفہ میں ابراہیم نخعی

۵۔ یمن میں طاؤس ۶۔ یمامہ میں یحییٰ بن ابی کثیر

۷۔ شام میں مکحول ۸۔ عراق میں میمون بن مہران

۹۔ خراسان میں ضحاک

یہ ان شہروں کے فقہاء تھے (مناقب موفق ص ۷ ج ا معرفتہ علوم الحدیث ص ۱۹۸) دیکھئے پوری اسلامی سلطنت میں دور تابعین میں ہر شہر کے لوگ اپنے شہر کے ایک ایک فقیہ کی تقلید شخصی کرتے تھے ایک تو مناقب موفق میں ان ائمہ کو فقیہ کہا گیا ہے اور کسی کے فقہی اقوال کو تسلیم کر لینا ہی تقلید ہے دوسرے ان سب کے اقوال مصنف عبدالرزاق مصنف ابن ابی شیبہ۔ کتاب الآ ثار وغیرہ میں درج ہیں ان اقوال کے ساتھ دلائل مذکور نہیں جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ فقہا بلا ذکر دلیل فتویٰ دیتے تھے اور ان کے شہر والے بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۲۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے نقل کرتے ہیں لان الناس لم یزالوا من زمن الصحابة رضی اللہ عنهم الیٰ ان ظهرت هذه المذاهب الاربعة یقلدون من اتفق من العلماء من غیر نکیر من احد یعتبر انکارهٔ ولو کان ذلک باطلاً لانکروه (عقد الجید ص ۳۶) سب لوگ زمانہ صحابہؓ سے مذاہب اربعہ کے ظہور تک تقلید کرتے رہے اور کسی قابل اعتبار شخص نے اس (تقلید) کا انکار نہ کیا۔ اگر یہ تقلید باطل ہوتی تو صحابہؓ تابعین اس پر ضرور انکار کرتے۔ یہ عبارت نص ہے کہ مذاہب اربعہ سے پہلے بھی تقلید ہی تقلید تھی اور کوئی منکر تقلید موجود نہ تھا۔

۲۳۔ امام مزنیؒ فرماتے ہیں الفقهاء من عصر رسول اللہ ﷺ الی یومنا هذا وهلم جرا استعملوا لمقائیس فی الفقه فی جمیع الاحکام فی امر دینهم قال واجمعوا ان نظیر الحق حق و نظیر الباطل باطل (جامع

بیان العلم ص ٦٦ ج ٢) تمام فقہاء آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے آج تک تمام احکام دینیہ میں قیاس کرتے آئے ہیں اور ان کا اجماع ہے کہ حق کی نظیر حق ہے اور باطل کی نظیر باطل ہے اور فقہاء کے فقہی اقوال پر عمل کرنے کا ہی نام تقلید ہے۔

۲۴۔ امام مزنیؒ فرماتے ہیں سب سے پہلا منکر قیاس ابراہیم نظام ہے اور پھر اس کی تقلید میں بعض معتزلہ نے بھی قیاس کا انکار کیا حالانکہ صحابہ تابعین اور تمام شہروں کے فقہاء قیاس کرتے تھے (اور غیر فقہاء ان کی تقلید کرتے رہے)

(فتح الباری قسطلانی عینی بخاری حاشیہ ۸۸۔۱۰)

۲۵۔ علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں صحابہؓ سے قیاس کرنا وقت نہ ہونے نص کے تواتر سے ثابت ہے۔ (تلویح توضیح ص ۳٦۷)

۲٦۔ امام نودیؒ داؤد ظاہری کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

قال امام الحرمين الذى ذهب اليه اهل التحقيق ان منكرى القياس لا يعدون من علماء الامة وحملة الشريعة لانهم معاندون مباهتون فيما ثبت استفاضةً وتواتراً لان معظم الشريعة صادرة عن الاجتهاد ولا تفى النصوص بعشر معشارها وهؤلاء ملتحقون بالعوام.

(تہذیب الاسماء)

امام الحرمین فرماتے ہیں محققین کی تحقیق یہ ہے کہ منکرین قیاس کا شمار نہ علماء

امت میں ہے نہ حاملین شریعت میں کیونکہ وہ معاند لوگ ہیں اور بہتان باندھنے والے ہیں اور جو چیز (قیاس کا حجت شرعی ہونا) تواتر کے ساتھ ثابت ہے اس کے منکر ہیں حالانکہ شریعت کے اکثر مسائل اجتہاد سے حل کیئے گئے ہیں اور صریح نصوص میں دسواں حصہ مسائل بھی نہیں ہیں اور یہ لوگ عوام میں شامل ہیں۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تقلید! فقہا اور مجتہدین کی عوام زمانہ رسول اللہؐ سے کرتے رہے ہیں اس کا انکار تواتر کا انکار ہے لیکن جس طرح صحابہ وتابعین کی جمع کی ہوئی مکمل حدیث کی کوئی کتاب آج دنیا میں موجود نہیں ہے ہاں بعد کے جن محدثین نے کتابیں جمع فرمائیں ان کا حوالہ ہی آج دیا جاتا ہے مثلاً رواہ البخاری، رواہ مسلم آج کہا جاتا ہے ورنہ صحاح ستہ والوں سے پہلے کبھی کسی نے رواہ البخاری وغیرہ نہیں کہا تھا اسی طرح صحابہ تابعین کی مکمل فقہ جو متواتر ہو وہ آج موجود نہیں ہے ہاں ائمہ اربعہ نے ان فتاویٰ کو اپنی فقہ میں لے لیا۔ اسی لیے اب حوالہ میں **قال ابو حنیفة، قال الشافعی** کہا جاتا ہے۔

نوٹ: مسائل فروعی بعض ایسے ہیں جن پر صحابہؓ کا اتفاق تھا ان میں ائمہ اربعہ کا بھی اتفاق ہے۔ اور بعض مسائل ایسے ہیں جن میں صحابہ میں اختلاف تھا ان اختلافات میں آئمہ اربعہ نے ایک ایک پہلو کو اختیار کرلیا ہے۔

(رفع یدین) پھر مسعودی فرقہ کے بانی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہمارا مکمل مسئلہ

رفع یدین عشرہ مبشرہ سے ثابت ہے۔(ص ۴۳۰)عشرہ مبشرہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱)	حضرت ابوبکر صدیقؓ	(۲)	حضرت عمر فاروقؓ
(۳)	حضرت عثمان غنیؓ	(۴)	حضرت علیؓ
(۵)	حضرت طلحہؓ	(۶)	حضرت زبیرؓ
(۷)	حضرت سعدؓ	(۸)	حضرت سعیدؓ
(۹)	حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ	(۱۰)	حضرت ابوعبیدہؓ

ہم نے شہدادکوٹ (سندھ) لاڑکانہ اور کراچی میں بار بار چیلنج کیا کہ مسعودی فرقہ اوران کا امام ان عشرہ مبشرہ کی دس حدیثیں صحیح غیر معارض اسناد کے ساتھ پیش کر دیں ہم آج ہی رفع یدین شروع کردیں گےلیکن یہ دم دبا کر بھاگ گئے۔

۱۔ حضرت صدیق ؓ کی حدیث میں نہ سجود کی رفع یدین کی ممانعت نہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کی ممانعت نہ تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا حکم صرف رکوع میں رفع کا عمل جس میں دوام نہیں ہوتا اور خود حضرت صدیقؓ تحریمہ کے بعد والی رفع یدین چھوڑ گئے تھے (دار قطنی ،بیہقی) تو اب مسعودی فرقہ کو کیا ملا۔ نہ ہی اس کی سند میں محمد بن اسماعیل السلمی کا سماع ابو النعمان محمد بن الفضل سے ثابت پس نہ دلیل ثابت ہوئی نہ دلالت۔

۲۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی روایت نامکمل نقل کی ہے اس کی سند کو دیکھنے سے پتہ

چلتا ہے کہ پورے خیر القرون میں رکوع کی رفع الیدین ایسی غیر معروف اور متروک تھی کہ سارے علاقہ میں اگر کوئی ایک آدھ کر بیٹھتا تھا تو فوراً سوال ہوتا تھا۔

۳۔ پھر حضرت عمرؓ کا موقوف قول پیش کیا لیکن سند کے راویوں عبداللہ بن القاسم اور عیسیٰ بن سلیمان کا ثقہ ہونا ثابت نہیں کر سکے اور حضرت نے خود رفع یدین کو ترک فرمایا جو طحاوی و ابن ابی شیبہ میں موجود ہے۔

۴۔ حضرت علیؓ کی روایت پیش کی ہے مگر یہ روایت ابن ابی الزناد نے اس وقت روایت کی جب اس کا حافظہ صحیح نہ تھا اور حضرت علیؓ نے خود رفع یدین ترک فرما دی تھی (طحاوی، ابن ابی شیبہ، موطا امام محمد) اس کے علاوہ کسی عشرہ مبشرہ سے کوئی روایت موجود نہیں کوئی صحیح اسناد پیش کرو۔ ورنہ جھوٹ بول بول کر عوام کو دھوکا دینے سے باز آؤ۔

۵۔ سوال میں جو لفظ منسوخ کا ذکر کیا ہے اگر منسوخ کا یہی معنی ہے کہ چھوڑ دینا ترک کر دینا تو ترک رفع یدین کی احادیث بہت ہیں۔

عن ابن عمران النبی ﷺ کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة واذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین .

(مسند الحمیدی ص ۲۷۷ ج ۲)

سند اس کی نہایت صحیح ہے حمیدی اور سفیان بن عیینہ دونوں مکہ مکرمہ کے ممتاز محدثین سے ہیں اور زہری، سالم اور ابن عمرؓ مدینہ منورہ کے ممتاز محدثین میں ہیں سند

راوی مکہ اور مدینہ کے محدثین ہیں اور بس۔ اور ترک رفع یدین کی احادیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (نسائی) حضرت براء بن عازبؓ (ابوداؤد) حضرت ابوہریرہؓ (الاستذکار) حضرت ابومالک اشعریؓ (مسند احمد) حضرت علیؓ (عال دارقطنی) اور دیگر صحابہؓ سے مروی ہے۔